ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
23 تا 29 نومبر 2006ء
www.tanzeem.org

اسلام یا جاہلیت ...... ایک فیصلہ کن دوراہا!

''کیا یہ لوگ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں' حالانکہ اللہ سے بہتر حکم دینے والا اور کون ہوسکتا ہے۔'' (المائدہ:50)

قرآن کی رو سے انسان پر انسان کی حاکمیت کا نام ''جاہلیت'' ہے۔ یہ انسان کی انسان کے لئے غلامی ہے' اللہ تعالیٰ کی بندگی وغلامی سے انحراف اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور الوہیت کا انکار ہے۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی بجائے انسانوں کی بندگی اور غلامی کا اعتراف واقرار ہے۔ قرآن کی نص کی رو سے ''جاہلیت'' کسی خاص زمانے یا دور کا نام نہیں ہے بلکہ ''جاہلیت'' ایک خاص حالت اور طریق زندگی کا نام ہے' یہ طریق زندگی کل بھی پایا جاتا تھا اور آج بھی پایا جاتا ہے۔ قرآن جاہلیت کو اسلام کے مدمقابل' اس کے نقیض اور ضد کی حیثیت سے متعارف کراتا ہے۔ کوئی بھی زمانہ اور مقام ہو' جب کبھی لوگ اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے' اس صورت میں وہ اللہ کے دین کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ بصورت دیگر لوگ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور ضابطوں کے تحت زندگی بسر کریں گے اور اس وقت ان کا اللہ کے دین سے کوئی تعلق نہ ہوگا' اسی کا نام جاہلیت ہے۔ جو شخص اللہ کے احکامات اور اللہ کی عطا کردہ شریعت کو ترک کرتا ہے وہ دراصل جاہلیت کی شریعت اور حکمرانی کو قبول کرتا اور جاہلیت میں زندگی بسر کرتا ہے...... یہ ہے اسلام یا جاہلیت کا دوراہا! اللہ تعالیٰ اس دوراہے پر انسانوں کو کھڑا کر دیتا ہے۔ اس کے بعد انہیں اختیار حاصل ہے کہ اسلام یا جاہلیت میں سے جس کا چاہیں انتخاب کریں؟

تفسیر فی ظلال القرآن
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

وہی تو کافر ہیں......
مرضِ نفاق کا علاج
سانحۂ باجوڑ: حقیقت کیا ہے؟
صلیبی بادشاہوں کی باہمی چپقلش
میرا پہلا قدم
تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کی مفصل روداد
شیخ رشید احمد کا یوٹرن یا......؟
خطیب العصر ملاّ ٹونی بلیئر
دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگراموں کی رپورٹ
تفہیم المسائل
عالم اسلام

الھدیٰ (255)

سورۃ المائدہ

(آیات: 22 تا 26)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرَّحیم

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾﴾

’’وہ کہنے لگے کہ موسیٰؑ! وہاں تو بڑے زبردست لوگ (رہتے) ہیں اور جب تک وہ اس سرزمین سے نکل نہ جائیں ہم وہاں جا نہیں سکتے۔ ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم جا داخل ہوں گے۔ جو لوگ (اللہ سے) ڈرتے تھے اُن میں سے دو شخص جن پر اللہ کی عنایت تھی کہنے لگے کہ ان لوگوں پر دروازے کے رستے سے حملہ کر دو۔ جب تم دروازے میں داخل ہو گئے تو فتح تمہاری ہے۔ اور اللہ ہی پر بھروسا رکھو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو۔ وہ بولے کہ موسیٰؑ! جب تک وہ لوگ وہاں ہیں ہم کبھی وہاں نہیں جا سکتے (اگر لڑنا ہی ضرور ہے) تو تم اور تمہارا اللہ جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔ موسیٰؑ نے (اللہ سے) التجا کی کہ پروردگار میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا تو ہم میں اور اُن نافرمان لوگوں میں جدائی کر دے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ ملک اُن پر چالیس برس تک کے لئے حرام کر دیا گیا (کہ وہاں جانے نہ پائیں گے اور جنگل کی) زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے تو ان نافرمان لوگوں کے حال پر افسوس نہ کرو۔‘‘

اللہ کے حکم کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارضِ مقدس میں داخل ہونے کو کہا۔ قوم نے جواب دیا ’اے موسیٰؑ! ہم سرزمین فلسطین میں کیسے داخل ہو جائیں؟ اس میں تو بڑی لحیم و شحیم اور طاقتور قوم موجود ہے۔ ہم تو اس ملک میں داخل ہونے کے لئے اُس وقت تک قدم نہ بڑھائیں گے جب تک وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ ہاں اگر وہ وہاں سے چلے جائیں تو ہم ضرور داخل ہو جائیں گے۔ اِن لوگوں میں موسیٰؑ کے دو قریبی ساتھی (حواری) اور شاگرد بھی موجود تھے۔ یہ اللہ کا خوف رکھنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں پر انعام کیا تھا۔ اِن میں سے ایک یوشع بن نون تھے جو موسیٰؑ کے بعد اُن کے جانشین بھی ہوئے اور گمان غالب ہے کہ وہ نبی بھی تھے اور دوسرے کالب بن یوحنا تھے۔ ان دونوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھایا کہ ہمت کر کے ایک دفعہ دروازے میں گھس تو جاؤ۔ بے شک جب تم داخل ہو جاؤ گے تو غلبہ تم ہی پاؤ گے۔ اگر تم مومن ہو تو بس اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ مگر موسیٰؑ کی قوم نے کہا ’ہم تو ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ اس میں موجود ہیں۔ جاؤ تم اور تمہارا رب (گویا وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ یہ اپنا عصا بھی ساتھ لے جاؤ جس نے بڑے بڑے کارنامے دکھائے ہیں) اور جا کر لڑائی کرو۔ ہم تو یہاں جم کر بیٹھے ہیں۔ یہاں سے ہلنے والے نہیں گویا ع زمیں جُنبد نہ جنبد گل محمد۔ اس پر موسیٰؑ نے بیزاری کا اظہار کیا اور کہا ’اے میرے پروردگار! مجھے تو بس اپنی جان اور اپنے بھائی ہارون کی جان کے سوائے اختیار نہیں۔ اب اگر یہ پوری قوم انکار کر رہی ہے تو ہمارے اور ان ناہنجار لوگوں کے درمیان تفریق ڈال دے۔ میں اب ان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔ آج کی اصطلاح میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ گویا استعفیٰ دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی یہ درخواست قبول نہیں کی لیکن اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا۔ یاد رہے کہ موسیٰؑ وہی ہیں جن کو اپنی قوم کے ساتھ انس و محبت اور ہمدردی تھی۔ سورۃ القصص میں ہے کہ ایک قبطی ایک اسرائیلی کو مار رہا تھا۔ اسرائیلی نے آپ کو مدد کے لئے پکارا تو آپ آگے بڑھے اور قبطی کو زوردار مکا رسید کیا جس سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا اور اب قوم کے رویے سے وہ اس درجہ آزردہ خاطر ہوئے کہ قوم سے علیحدگی کی تمنا کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو قوم سے علیحدہ تو نہیں کیا۔ بلکہ قوم کی بزدلی کی یہ سزا تجویز کی کہ ان پر ارضِ مقدس چالیس سال کے لئے حرام کر دی جو کہ جرأت دکھانے کی صورت میں ہی انہیں ملنے والی تھی۔ چنانچہ چالیس سال تک وہ صحرائے سینا میں بھٹکتے پھرے۔ اے موسیٰؑ ’اب آپ اس فاسق قوم کے لوگوں پر جو بیتے گی اُس پر افسوس نہ کریں۔ آپ تو بہر حال رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ جب تک زندگی ہے آپ کو ان کے ساتھ ہی رہنا ہے۔ موسیٰؑ نے تو کہا ’’**لا املک الانفسي واخي**‘‘۔ اور رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’اے نبی ﷺ! آپ اللہ کی راہ میں جنگ کیجئے ’’**لا تکلف الانفسک و حرض المومنین علی القتال**‘‘ آپ پر ذمہ داری نہیں ہے سوائے اپنی جان کے ’البتہ آپ اہل ایمان کو قتال کی ترغیب دیجئے‘ تحریص اور تشویق دلائیے ’اور جہاں تک ہو سکے ان کے جذبات کو ابھاریئے۔ بس آپ کی اتنی ہی ذمہ داری ہے۔

فرمانِ نبویؐ

زہد کی حقیقت و فضیلت

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: **يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِيَ النَّاسُ، فَقَالَ: ((اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا، يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيْمَا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ))** (رواہ ابن ماجہ)

سیدنا ابو العباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جب اسے بجا لاؤں تو اللہ تعالیٰ اور تمام لوگ مجھ سے محبت کریں۔ آپؐ نے فرمایا: ’’دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ‘ اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز رہو لوگ تم سے محبت کریں گے۔‘‘

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہی تو کافر' ظالم اور فاسق ہیں

اگرچہ ضیاء الحق دور کا حدود آرڈیننس 1979 بھی وحی آسمانی نہیں تھا اور اُس کی بعض شقیں یقیناً قابل اصلاح تھیں لیکن گزشتہ چند ماہ سے اُس کے خلاف میڈیا میں جس طرح طوفان برپا کیا گیا تھا اور غیر ملکی سرمایہ سے پلنے والی N.G.Os اُس کے خلاف یکدم سرگرم ہو گئی تھیں' اُس سے بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ ہمارے حکمرانوں کے بیرونی آقاؤں کی اب رضا کیا ہے۔ اِس سے پہلے کہ اسلام دشمن قوتوں کے حقیقی عزائم کا پول کھولا جائے تحفظ حقوق نسواں بل کا جائزہ لیا جانا ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس بل کو بجا طور پر فروغ فحاشی بل قرار دیا گیا ہے۔ اِس بل کے مطابق زنا بالرضا پر حد جاری نہیں ہوگی۔ یہ فحاشی کے ذیل میں آئے گا۔ اِس پر 5 سال کی سزا' دس ہزار جرمانہ ہو سکے گا۔ یہ قابل ضمانت اور قابل مفاہمت جرم ہوگا۔ اگر کسی مرد اور عورت پر زنا کا الزام لگے گا اور وہ میاں بیوی ہونے کا دعویٰ کریں گے تو اُنہیں قانونی طور پر اپنی شادی ثابت کرنے کی ضرورت نہیں' بلکہ محض زبانی اپنی شادی کے اقرار کے پابند ہوں گے۔ البتہ اگر اُن کے خلاف مقدمہ عدالت میں پیش ہو تو صرف اپنی شادی کے گواہ پیش کر دینے پر مقدمہ خارج ہو جائے گا۔ حدود آرڈیننس 1979ء کے مطابق جتنے جرائم اِس ذیل میں آتے ہیں اُن کی اگر کوئی دوسری سزائیں قانون میں موجود ہیں تو حدود آرڈیننس 1979ء کو اُن پر فوقیت حاصل ہوگی۔ تحفظ حقوق نسواں بل میں اِس فوقیت کو ختم کر دیا گیا ہے۔ حدِ قذف بھی جاری نہیں ہوگی بلکہ الزام ثابت نہ کر سکنے پر 5 سال کی تعزیر ہوگی۔

سوال یہ ہے کہ زنا بالرضا اگر محض فحاشی کے ذیل میں آتا ہے تو عریانی' بوس و کنار اور نازیبا حرکات کو کیا تہذیب اور شرافت کی علامات قرار دیں گے۔ زنا بالرضا کا قابلِ مفاہمت جرم ہونا خاصا مضحکہ خیز ہے۔ مفاہمت ہی کی بنیاد پر تو اُن سے یہ مکروہ فعل سرزد ہوا تھا' کیا آپ مزید مفاہمت سے اُنہیں اِس فعلِ بد کی سرکاری سند عطا کرنا چاہتے ہیں۔ اسلامی شریعت کے مطابق اگر کوئی کسی پر زنا کا الزام لگائے اور ثابت نہ کر سکے تو اُسے 80 کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے۔ مذکورہ بل میں اُسے 5 سال قید کی سزا ہوگی۔ یہ پاکستان کے آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے' کیونکہ قرارداد مقاصد کو ضیاء الحق دور میں آئین کا حصہ بنا دیا گیا تھا جواب تک برقرار ہے۔ اسلام میں یقیناً ایک مرد اور عورت کو شادی کے بندھن میں بندھنے کے لئے کسی تحریری نکاح نامے کی ضرورت نہیں بلکہ مرد کو اصالتاً اور عورت کو وکالتاً نکاح خواں کے سامنے اپنی رضا کا اظہار کرنا ہوتا ہے اور گواہوں کی تائید اور تصدیق سے وہ شرعی طور پر میاں بیوی قرار پاتے ہیں' لیکن جب حکومت کے تمام محکمے وراثت اور جائیداد کے معاملات طے کرنا ہوں یا پاسپورٹ بنانا ہو تو مرد اور عورت کو میاں بیوی تسلیم کرنے کے لئے حکومت کا رجسٹرڈ نکاح نامہ طلب کرتے ہیں' تو زنا یا جماع کا فیصلہ کرنے کے لئے کیوں نہ تحریری نکاح نامہ طلب کیا جائے۔ ہماری رائے میں حکومت نے تحفظ حقوق نسواں بل کا لمبا چوڑا کھکھیڑ یونہی مول لیا ہے۔ اُس کی یہی ایک شق کہ حدود آرڈیننس 1979 کو کسی دوسرے قانون پر فوقیت حاصل نہیں ہوگی اُس کے مقاصد کو پورا کر دیتی۔ ایسی ہی آئینی چالاکی سے ہم نے قرارداد مقاصد کو معطل کیا ہوا ہے' ہر چند کہ وہ آئین میں ہے پر نہیں ہے۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے حکمران دشمنانِ اسلام کے اصل عزائم سے ناواقف ہیں اور محض ہوسِ اقتدار میں اندھے ہو کر اُن کے ایجنڈے کی تکمیل میں اُن کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں'' صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ o کے قرآنی فتویٰ کی زد میں آ چکے ہیں اور اُن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دہشت گردی کے خلاف مبینہ اور نام نہاد جنگ میں جب امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کے پاؤں اکھڑنا شروع ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں میں فساد برپا کرنے کے لئے پرانے طور طریقے اور حربے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ ماضی پر نگاہ ڈالیں' مسلمان اپنے اولین دور میں جب ناقابلِ تسخیر اور ناقابلِ شکست ثابت ہو رہے تھے تو عبداللہ بن سبا پیدا ہو گیا اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کے خلاف تلواریں بے نیام کر لیں۔ پھر جب مسلمان بادشاہوں نے فتوحات کا تانتا باندھ دیا یا اپنے تحفظ کے لئے زبردست مزاحمت کی تو درباری بک گئے (باقی صفحہ 27 پر)

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — 23 تا 29 نومبر 2006ء — 30 شوال تا 6 ذوالقعدہ 1427ء — شمارہ 42

بانی: **اقتدار احمد** مرحوم
مدیر مسئول: **حافظ عاکف سعید**
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا.................. (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

چوالیسویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے ۔۔۔ عکس اس کا مرے آئینۂ ادراک میں ہے

نہ ستارے میں ہے' نے گردشِ افلاک میں ہے ۔۔۔ تیری تقدیر مرے نالۂ بیباک میں ہے!

یا مری آہ میں کوئی شررِ زندہ نہیں! ۔۔۔ یا ذرا نم ابھی تیرے خس و خاشاک میں ہے!

کیا عجب! مری نواہائے سحرگاہی سے ۔۔۔ زندہ ہو جائے وہ آتش کہ تری خاک میں ہے!

توڑ ڈالے گی یہی خاک طلسمِ شب و روز ۔۔۔ گرچہ اُلجھی ہوئی تقدیر کے پیچاک میں ہے!

1۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کو اپنی فراستِ ایمانی کی بدولت آئندہ واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کو اپنے لطف و کرم سے یہ طاقت عطا فرما دیتا ہے کہ وہ آئندہ واقعات کا وجدانی یا رُوحانی طور پر ادراک کر سکتے ہیں۔ چونکہ مومن کے اندر' انبیاء کے کمالات ظلّی طور پر منعکس ہوتے ہیں' اس لیے وہ بھی اِس صفت سے متصف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مرشد رومی فرماتے ہیں:

بینی اندر خود علومِ انبیاء
بے کتاب و بے معین و اوستا

یعنی اے مسلمان! اگر تو اتباعِ شریعت سے فنافی الرسول کا مرتبہ حاصل کر لے تو میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ تُو کتاب' مددگار اور اُستاد کی مدد کے بغیر انبیائے کرامؑ کے علوم کا رنگ اپنے اندر پائے گا' اقبال کہہ یہ رہے ہیں کہ میں نے اپنے شعور و وجدان سے مستقبل میں رونما ہونے والی واردات کا اندازہ کر لیا ہے۔ یہ نتیجہ جادُو کے زور سے نہیں' بلکہ اپنی قوتِ ادراک سے اخذ کرنے کے قابل ہُوا ہوں۔

2۔ اے مخاطب! اگر تُو خودی کو درجۂ کمال تک پہنچانا چاہتا ہے تو اِس کی صورت یہ نہیں کہ تُو نجومیوں سے اپنی تقدیر کا حال پوچھتا پھرے' بلکہ تجھے عشقِ رسول ﷺ اختیار کرنا چاہیے۔ اقبال نے اسی شعر میں نہیں' بلکہ اپنی اکثر نظموں میں واضح طور پر اِس امر کی خبر دی ہے کہ انسانی تقدیر کی تعمیر عملی جدوجہد سے ہوتی ہے۔ نہ کوئی ستارہ نہ کوئی آسمانی یا زمینی گردش انسانی تقدیر بنانے یا بگاڑنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ یہ بناؤ اور بگاڑ تو خود انسان کے اپنے عمل سے ہے۔

3۔ اے مخاطب! اگر تیرے اندر ابھی تک عشقِ رسول ﷺ کا جذبہ پیدا نہیں ہُوا تو اس کا سبب یا تو یہ ہے کہ میرے کلام میں تاثیر نہیں ہے' یعنی میری شاعری عشقِ رسول ﷺ کی تلقین سے خالی ہے یا پھر تیرے اندر ابھی تک سوز و گداز کا رنگ پیدا نہیں ہو سکا' یعنی تیرے اندر میرے کلام سے متاثر ہونے کی استعداد پیدا نہیں ہوئی ہے۔ میں جو تجھے اپنی شاعری سے دعوتِ عمل دے رہا ہوں' اس کا تجھ پر اثر کیوں نہیں ہوتا۔ یُوں محسوس ہوتا ہے کہ یا تو میری فکر و نوا بے اثر ہو کر رہ گئی ہے یا پھر تجھ ہی میں میری دعوتِ عمل کو قبول و جذب کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔

4۔ اے مخاطب! چونکہ میری شاعری عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی ہے' اس لیے مجھے یقین ہے کہ میرے کلام کی تاثیر سے' تیرے اندر بھی عشقِ رسول ﷺ کا رنگ پیدا ہو جائے گا۔ (بشرطیکہ تُو میرا کلام غور سے پڑھے)۔ انسان میں بالآخر اچھی باتیں قبول کرنے کی صلاحیت بہرحال موجود ہوتی ہے۔

5۔ اگر تُو میرے پیغام اور میری دعوت پر عمل کرنے لگے تو مجھے یقین ہے کہ اگرچہ اِس وقت تُو زمان و مکاں کی قید میں گرفتار ہے' لیکن انجام کار ضرور اس قید سے رہا ہو جائے گا' کیونکہ عشق میں یہ طاقت ہے کہ وہ شب و روز کے طلسم کو باطل کر دیتا ہے۔

مرضِ نفاق کا علاج

سورۃ المنافقون کی آیات 9 تا 11 کی روشنی میں

مسجد دار السلام' باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 10 نومبر 2006ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۃُ المنافقون کے دوسرے رکوع کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد!

حضرات! سورۃُ المنافقون ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اِس کے پہلے رکوع پر بحث مکمل ہو چکی ہے۔ اُس میں نفاق' اُس کی علامات اور ہولناک انجام کا تذکرہ ہے۔ اب تقریباً ڈیڑھ ماہ کے وقفے سے ہم دوسرے رکوع پر گفتگو کر رہے ہیں۔ اِس رکوع میں مرض نفاق کے علاج کا ذکر آیا ہے۔

دوسرے رکوع کے حوالے سے گفتگو سے قبل ربط مضمون کی غرض سے چند باتوں کا اعادہ کیا جا رہا ہے۔

جب بھی نفاق کی بحث ہوتی ہے تو ہم بالعموم یہ خیال کرتے ہیں کہ اِس کا تعلق عقیدہ سے ہے۔ منافق وہ شخص ہوتا ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر دائرہ اسلام میں شامل ہو اور مسلم امہ کا حصہ بن جائے' اور حقیقت کے اعتبار سے وہ روز اوّل سے ایمان ہی نہ لایا ہو' جیسے ہندو جاسوس جب پاکستان آتے ہیں تو بظاہر اسلام قبول کر لیتے ہیں' مگر حقیقت میں اسلام نہیں لاتے۔ یہی لوگ منافق ہوتے ہیں۔ اِن کے برعکس ہمارا نفاق سے کوئی تعلق نہیں' کیونکہ ہم تو کسی سازش کے تحت اسلام میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ' مگر اس حقیقت کو یکسر بھول جاتے ہیں کہ نفاق کا تعلق عقیدہ سے ہی نہیں عمل سے بھی ہوتا ہے' اور اِس میں کسی بھی مسلمان کے مبتلا ہونے کا بالقوہ خطرہ موجود ہے۔

اس طرزِ فکر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں نفاق اور منافقین سے متعلق جتنی بھی ہدایات آتی ہیں ہم انہیں عقیدے کے منافقین کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں اور خود اپنے لئے انہیں ہدایت و رہنمائی کا سامان خیال نہیں کرتے۔ ظاہر ہے کہ جب یہ غلط فہمی لاحق ہو کہ نفاق کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے' تو پھر یہی خیال کیا جائے گا کہ ان ہدایات کا تعلق بھی ہم سے نہیں۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو قرآن حکیم میں بکثرت ہدایات نفاق عملی سے متعلق آئی ہیں۔

نفاق اعتقادی کے برعکس نفاق عملی اُن لوگوں کا نفاق ہے جو ایمان تو خلوص دل سے لے آتے ہیں' مگر ایمان لانے کے بعد جب اُس کے عملی تقاضوں کی بات آتی ہے تو کنی کترانے لگتے ہیں۔ احکام دین کی ادائیگی سے پسپائی اختیار کرتے ہیں۔ جب دین کا مطالبہ سامنے آتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو' نکلو اور قربانیاں دو' تو مال و اولاد اور دنیا کی محبت کی وجہ سے جھوٹے بہانے بناتے ہیں۔ پھر ان بہانوں میں وزن پیدا کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

یہ نفاق کی وہ قسم ہے جس سے کوئی مومن صادق بے خوف نہیں ہوتا' بلکہ ہر دم اُسے اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں میں اِس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ صحابہ کرام ؓ کو' جو اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ اُن سے راضی ہوا' بھی یہ اندیشہ لاحق رہتا تھا کہ کہیں

> نفاق کا علاج انفاق فی سبیل اللہ ہے۔
> انفاق کیا ہے؟ انفاق یہ ہے کہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے جذبے سے مخلوق خدا کی خدمت' غریبوں کی بھلائی' محتاج اور ضرورت مندوں کی ضروریات کی فراہمی اور سب سے بڑھ کر اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لئے اپنا مال خرچ کیا جائے

اِس میں نہ پڑ جائیں۔ اِس سلسلے میں سیرت کی کتابوں میں کئی واقعات مذکور ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

((مَا خَافَهُ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا أَمِنَهُ اِلَّا مُنَافِقٌ))

(رواہ البخاری)

"نفاق سے نہیں ڈرتا مگر وہی جو صاحب ایمان ہوتا ہے اور اِس سے وہی شخص اپنے آپ کو محفوظ و مامون خیال کرتا ہے جو منافق ہو۔"

✗ نفاق کے حوالے سے ہم اہلِ پاکستان کو بطور خاص فکر مند ہونا چاہیے۔ قوم کے احوال پر غور کیا جائے تو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ بحیثیت مجموعی ہماری قوم اِس روگ میں مبتلا ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے نفاق کی جو چار علامات بیان فرمائی ہیں' وہ اکثر و بیشتر لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی جھوٹ' وعدہ خلافی' خیانت اور گالم گلوچ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ضابطہ ہے کہ جب بھی کوئی فرد یا قوم اُس سے وعدہ خلافی کرے تو اُسے نفاق میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے ہم نے اللہ سے کئے گئے عہد کو نہیں نبھایا۔ قیام پاکستان سے قبل متحدہ ہندوستان میں ہم مسلمان انگریز اور ہندو کی دوہری غلامی کی چکی میں پس رہے تھے۔ مسلمانوں پر کاروبار' ملازمتوں' تعلیم اور ترقی کے دروازے بند تھے۔ انگریز مسلمانوں کا اِس لئے دشمن تھا کہ اُس نے مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی جبکہ ہندو اِس لئے کہ اُن پر مسلمانوں نے آٹھ سو برس تک حکومت کی تھی۔ اِس زبوں حالی کے عہد میں ہم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ اے اللہ اگر تو ہمیں ایک آزاد اور خود مختار خطۂ زمین عطا فرما دے تو ہم وہاں تیرا عطا کردہ دستور نافذ کریں گے۔ ہم نے درۂ خیبر تا راس کماری یہ نعرہ لگایا تھا کہ "پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ" مگر جب اللہ نے ہمیں پاکستان کی صورت میں ایک آزاد ملک عطا کر دیا تو اپنے وعدے سے مکر گئے۔ اب بجائے اِس کے کہ اللہ کے دین کو نافذ کر کے اپنے وعدے کو وفا کرتے' ہم نے اللہ کی نافرمانی کی روش اختیار کر لی۔ ہمارے نام نہاد دانشور یہ کہنے لگے کہ قیام پاکستان کا جذبہ محرکہ مذہبی نہ تھا' بلکہ معاشی اور سیاسی تھا۔ یہ ہندوؤں کی معاشی اور سیاسی بالادستی کا خوف تھا جس کے تحت ہم نے ایک الگ مملکت کے قیام کے لئے جدوجہد کی۔ گویا ہم اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے تھے ورنہ تحریک پاکستان کا نفاذ اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔

نفاذ اسلام سے پسپائی اختیار کر کے وعدہ خلافی کی گئی' جو بلاشبہ ایک گھناؤنا جرم تھا کہ جس کی پاداش میں قوم نفاق عملی میں مبتلا ہو گئی ہے۔ ہمارے حالات پر قرآن حکیم کی یہ آیات جو ثعلبہ بن حاطب انصاری کے متعلق نازل ہوئیں' پورے طور پر منطبق ہوتی ہیں۔

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾﴾

''اور اُن میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہم کو اپنی مہربانی سے (مال) عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے۔ اور نیکوکاروں میں ہو جائیں گے۔ لیکن جب اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے (مال) دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) روگردانی کر کے پھر بیٹھے۔ تو اللہ نے اس کا انجام یہ کیا کہ اس روز تک کے لئے جس میں وہ اللہ کے روبرو حاضر ہوں گے' اُن کے دلوں میں نفاق ڈال دیا' اس لئے کہ اُنہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اُس کے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔''

نفاق عملی کا مظہر یہ ہے کہ وطن عزیز میں جھوٹ' بددیانتی' بداخلاقی اور کرپشن کا کلچر جڑ پکڑ چکا ہے۔ یہ کلچر پورے سماج کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو جو شخص جتنا بڑا ہے وہ اُسی قدر ان ذمائم اخلاق اور برائیوں میں مبتلا ہے۔ حکمرانوں سے لے کر ایک عام تک ہر جگہ مرض نفاق کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ کیا یہ منافقت نہیں قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی کی جائے اور پھر اُسے اسلام کے عین مطابق قرار دیا جائے۔ X

یہ تو تھا نفاق کے حوالے سے چند اہم نکات کا اعادہ' اب سوال یہ ہے کہ نفاق سے بچاؤ کا راستہ کون سا ہے؟ جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ ہم میں سے کسی کو بھی اپنے آپ کو اِس مہلک مرض سے محفوظ اور مصئون نہیں سمجھنا چاہیے' بلکہ ہر لمحہ فکر کرنی چاہیے کہ کہیں اِس میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے نفاق کی نشانیاں بیان فرما کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اب ہمارا یہ کام ہے کہ اِن کی روشنی میں اپنی اصلاح کریں۔ اپنی ذات کا احتساب کریں' ایسا نہ ہو کہ ہم دوسروں پر فتویٰ لگائیں۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے گریبان میں جھانکے' اپنا جائزہ لے کہ ایمانی حوالے سے وہ کہاں کھڑا ہے۔ نفاق سے بچنے کا طریقہ کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩﴾ ﴾ (المنافقون)

''مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارا اٹھانے والے ہیں۔''

یعنی ہم مسلمانوں کو جو اللہ کو مانتے ہیں' آخرت پر یقین رکھتے ہیں' تنبیہ کی گئی ہے کہ مال و اولاد کی محبت میں اللہ کو بھول نہ جانا۔ اگر دنیا کے دھندوں میں اُلجھ کر آخرت کو فراموش کر بیٹھے' اللہ کی یاد سے غافل ہو گئے' اور اُس کی یاد کے لئے جو نظام دیا گیا ہے اُس کو اختیار نہ کیا تو لامحالہ نفاق کے جراثیم تم پر حملہ آور ہوں گے۔ نفاق کے نتیجے میں کیا ہوگا؟ دنیا پرستی آئے گی' زر پرستی کا شکار ہو گے۔ پھر یہ سوچ کر دین کے لئے مال قربان کرنے کا جذبہ سرد پڑے گا کہ ہم اللہ کی راہ میں کیسے خرچ کریں' آخر اولاد کے لئے کیریئر پلاننگ کرنی ہے' اپنے بڑھاپے کے لئے کچھ پس انداز کرنا ہے۔ گویا یہ بڑی عاقبت نااندیشی کی بات ہوگی کہ اپنی معاشی ترقی کی بجائے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر دیا جائے۔

X آج ہمارا میڈیا' ہماری سوسائٹی سبھی ہمیں یہی پٹی پڑھا رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انشورنس کراؤ' مستقبل کے لئے منصوبہ بندی کرو' اولاد کا کیریئر بناؤ' خواہ تمہیں اللہ کے تمام احکامات کو پاؤں تلے روندھنا پڑے' خواہ رشوت لینی پڑے۔ سود کھاؤ' سودی کاروبار کرو' خواہ یہ اللہ سے جنگ کے مترادف ہی کیوں نہ ہو۔ بینکوں میں سرمایہ رکھو' تاکہ اُسے تحفظ حاصل ہو اور تمہیں سود کی لگی بندھی رقم ملتی رہے۔ الغرض اسی روش کو عافیت اور کامیابی کا راستہ بتایا جا رہا ہے' حالانکہ یہ کامیابی کی نہیں ناکامی و نامرادی اور منافقت کی تاریک راہ ہے۔ اِس پر چلنے سے ایمان حقیقی کے پونجی کے لٹ جانے اور ہلاکت میں پڑنے کا شدید خطرہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ مال و اولاد کی محبت اور دنیا کی حرص و ہوس تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں۔ تم دنیا میں رہتے ہوئے ہر حال میں اللہ کو یاد رکھو۔ اگر ایسا کرو گے تو اُس کی معصیت سے بچ سکو گے۔ حُبِّ مال و اولاد اور خواہشات نفس کے تقاضے تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مجبور نہ کر سکیں گے۔

اللہ کی یاد کے' جو حبِّ مال و اولاد کو کنٹرول کر کے نفاق سے بچاتی ہے' کئی ذرائع ہیں۔ اُن میں سب سے اہم ترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز آدمی کو فحاشی' بے حیائی اور دیگر منکرات سے روکتی ہے' بشرطیکہ نماز کو نماز سمجھ کر پڑھا جائے' تاکہ آدمی کو معلوم ہو میں اللہ کے حضور حاضر ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ نماز کو بھی ایک روٹین اور رسم بنا لیا جائے اور تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک کچھ احساس ہی نہ ہو کہ میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اگر ایسا ہوگا تو یہ نماز حقیقت کے اعتبار سے نماز ہی نہ ہو گی' اور منہ پر دے ماری جائے گی۔ درحقیقت دنیا انسان کو اپنے اندر گم کر لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گم شدگی کی اِس کیفیت سے نکالنے کے لئے ہمیں نماز کا تحفہ دیا ہے۔ ذرا سوچئے' یہ بات کس قدر بدنصیبی کی ہے کہ پانچ وقت نماز پڑھنے کے باوجود ہم اللہ کی یاد کو دل میں تازہ نہ کر سکیں۔

پریس ریلیز

قومی اسمبلی کا منظور کردہ حقوق نسواں بل غیر اسلامی ہے۔ حکمران اللہ کے غضب سے ڈریں

موجودہ بل کے حوالے سے علماء کا اتحاد اسلاف کی حفاظتِ دینی مساعی کا آئینہ دار ہے۔

حافظ عاکف سعید

لاہور (پ ر) قومی اسمبلی کا منظور کردہ حقوق نسواں بل غیر اسلامی ہے۔ صدر اور وزیراعظم کا اس بل کو قرآن وسنت کے مطابق قرار دینا اللہ کے غضب کو بھڑکانے کے مترادف ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ متحدہ مجلس عمل کا اس غیر شرعی بل کی منظوری پر مستعفی ہونے کا فیصلہ لائق تحسین ہے۔ چوہدری شجاعت حسین کو بھی وعدہ کے مطابق مستعفی ہو جانا چاہیے' کیونکہ جس بل کی منظوری پر امریکہ جیسے دشمنان اسلام مسرت کا اظہار کریں وہ اسلام کی روح کے مطابق ہو ہی نہیں سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام میں شادی شدہ زانی کے لیے رجم اور غیر شادی شدہ کے لیے سو کوڑے کی سزا ہے' لیکن قرآن وحدیث کی واضح نصوص کو نظر انداز کر کے زنا بالرضا پر مرد کو 5 سال قید اور عورت کو تحفظ دینے سے عریانی وفحاشی کا راستہ کھل جائے گا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ قیام پاکستان سے اب تک مسلمانان پاکستان کے دینی جرائم کی فہرست میں اضافہ ہی ہوا ہے' جس میں موجودہ حکومت کا حصہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔ لہٰذا حکمرانوں کو اللہ کے غضب سے ڈرنا چاہیے اور علماء کی سفارشات کی روشنی میں خواتین کے ان حقیقی تحفظات کے لیے قانون سازی کرنی چاہیے جو صرف اسلام نے خواتین کو دیے ہیں۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ اس بل کی طرح جب بھی کسی نے دین اسلام کے تشخص کو مجروح کرنے کی کوشش کی' علماء ہمیشہ متحد ہو کر اس کے خلاف ڈٹ گئے۔ موجودہ بل کے حوالے سے علماء کا اتحاد بھی اسلاف کے تاریخی کردار اور اُن کی حفاظتِ دین کی مساعی کا آئینہ دار ہے۔ اب علماء کرام کو نفاذ شریعت کے حوالے سے بھی متحد ہو جانا چاہیے اور اس ملک کو مثالی اسلامی ریاست بنانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی' پاکستان)

کیا یہ منافقت نہیں کہ قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی کی جائے اور پھر اُسے اسلام کے عین مطابق قرار دیا جائے

اللہ کی یاد کا دوسرا ذریعہ کثرت کے ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ (البقرہ:121)

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا کی وہ اُس کی تلاوت (اِس طرح) کرتے ہیں جیسا کہ اس کے تلاوت کا حق ہوتا ہے۔''

حق تلاوت کیا ہے؟ صبح وشام تلاوت کو اپنا معمول بنانا۔تلاوت ہی سے ایمان کی تازگی ہوتی ہے اور اِس بات کا احساس رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور مجھے دیکھ رہا ہے۔ اُس کے قبضہ قدرت میں ساری کائنات ہے۔نفع ونقصان عزت وذلت اور زندگی وموت اُسی کے اختیار میں ہے۔

تلاوت قرآن حکیم کے علاوہ اللہ کی یاد کا ذریعہ مسنون اذکار ہیں۔دین کی تعلیم یہ ہے کہ آدمی بکثرت اللہ کا ذکر کرے۔حدیث رسول ﷺ کے مطابق مسلمان کی زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔قرآن حکیم میں بھی فرمایا گیا ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد کھڑے بیٹھے لیٹے اللہ کا ذکر کرتے رہو۔زندگی کے جملہ معمولات میں نبی اکرم ﷺ کی دُعائیں اِسی غرض سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یاد کے متذکرہ ذرائع اختیار کیے جائیں تو مال واولاد کی محبت انسان کو غفلت میں نہ ڈال سکے گی۔ ورنہ وہ ضرور ہی اللہ کی یاد کو فراموش کر ڈالے گا۔

سورۃ التغابن میں فرمایا:

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن:15)

''تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے۔''

اِسی سورۃ میں فرمایا:

﴿اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التغابن)

''تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن (بھی) ہیں سو اُن سے بچتے رہو۔اور اگر معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری اولاد اور تمہاری بیویاں تم سے سب سے زیادہ قریب ہیں اور تم سے محبت کرتے ہیں اور یہ سمجھنا غلط بھی نہیں کہ خود اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر یہ محبت ڈالی ہے' مگر تمہارے لئے خطرہ کی بات اِس حقیقت کو فراموش کر دینا ہے کہ اگر یہ محبت حد اعتدال سے تجاوز کرکے اللہ کی محبت پر غالب آ جائے تو بھی تمہارے لئے وبال جان بن جائے گی اور تمہاری عاقبت کو برباد کر ڈالے گی۔چنانچہ عقل ودانش کا تقاضا ہے کہ بیویوں اور اولاد کے معاملے میں چوکنے رہے۔

''مال واولاد کی محبت تمہیں غافل نہ کردے'' دراصل مرض نفاق کے پیدا ہو جانے سے قبل احتیاطی تدبیر ہے۔جو شخص یہ احتیاطی تدبیر اختیار نہیں کرے گا اور مال واولاد کی محبت میں اندھا ہو گا' منافقت کا روگ اِسے بہر حال لاحق ہو گا' اور جو منافقت کے ہلاک کردینے والی بیماری کی نذر ہو گیا وہ تو گویا ہمہ گیر خسارے کا شکار ہو گیا۔

﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ (المنافقون)

''اور جو ایسا کرے گا' تو وہ لوگ خسارا اٹھانے والے ہیں۔''

اب اگلی آیت میں نفاق کے مرض کا علاج بتایا گیا ہے۔ یعنی مال و دولت کی شدید محبت اور ماحول اور معاشرہ کے اثرات بد کے زیر اثر اگر تم نفاق میں مبتلا ہو ہی جاؤ تو اس کا علاج یہ ہے کہ

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾

''اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اُس میں سے اُس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو (اُس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تُو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی' تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا۔''

نفاق کا علاج انفاق فی سبیل اللہ ہے۔انفاق کیا ہے؟ انفاق یہ ہے کہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے جذبے سے مخلوق خدا کی خدمت' غریبوں کی بھلائی محتاج اور ضرورت مندوں کی ضروریات کی فراہمی اور سب سے بڑھ کر اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لئے اپنا مال خرچ کیا جائے۔انفاق اللہ کو بے حد پسند ہے۔اللہ تمہارے انفاق کو وہ شرف پذیرائی بخشے گا کہ قیامت تک اِس میں مسلسل اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔تم جو انفاق کرتے ہو اللہ اُسے اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے اور اِس کا وہ ''ری ٹرن'' تمہیں دے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ انفاق تمہارے ہی بھلے کو ہے۔سورۃ التغابن میں فرمایا:

﴿وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ﴾

''اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

یعنی اگر تم اپنے ایمان کا تحفظ چاہتے ہو تو دل کھول کر انفاق کرو کہ اِسی میں تمہاری بھلائی ہے۔قابل غور بات یہ ہے کہ انفاق کی اِس قدر ترغیب وتشویق کیوں دلائی گئی ہے۔ دراصل انسان کی سرشت میں مال کی محبت ڈالی گئی ہے۔یہ اُس کی طبعی کمزوری ہے۔جیسے فرمایا گیا کہ ﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ﴾ (العادیات) ''وہ تو مال کی سخت محبت کرنے والے ہیں۔'' انفاق کی بکثرت ترغیب دلانے کا مقصد یہ ہے کہ اِس طرح یہ محبت حد اعتدال میں رہے گی۔

انسان جب بھی اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے' اِس یقین کے ساتھ کرے کہ اِس میں میرا نقصان نہیں' بلکہ میری دنیا وآخرت کی بھلائی پوشیدہ ہے۔دنیا میں اس کا مجھے فائدہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مرض نفاق سے بچائے گا۔میری متاع ایمان کی حفاظت ہو گی' جو میرا سب سے قیمتی سرمایہ ہے اور آخرت میں اجر عظیم سے نوازے گا۔

انسان میں مال ودولت کی جو محبت ڈالی گئی ہے' اُس کے سبب انفاق بظاہر کڑوا گھونٹ دکھائی دیتا ہے' لیکن ایک مسلمان کو یہ گھونٹ بہر حال پینا ہے۔کیونکہ اِسی سے نفاق کا علاج ہو سکے گا۔کسی شخص کو کوئی جسمانی عارضہ لاحق ہو جائے تو کیا وہ کڑوی کسیلی دوائیں استعمال نہیں کرتا۔یقیناً ایسا کرتا ہے' بلکہ ضرورت داعی ہو' تو اِس سے بھی سخت سے سخت علاج کے لئے بھی آمادہ ہو جاتا ہے۔یہاں تک کہ اگر اپنے جسم کے تحفظ کے لئے کسی عضو کو کاٹنا بھی پڑے تو اُس کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔آخر کیوں؟ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ وہ اِس لئے کرتا ہے کہ اُسے معلوم ہوتا ہے کہ صحت وتندرستی اور زندگی کے تحفظ کے لئے یہ ضروری ہے۔پس مرض نفاق سے بچاؤ کے لئے بھی انفاق کے کڑوے گھونٹ پینے پڑیں گے' تب ہی ایمان کی حفاظت ہو گی۔سو فرمادیا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ایسا نہ ہو کہ موت کا بے رحم شکنجہ تمہیں اپنی گرفت میں لے تو تم اِس وقت حسرت ویاس کی تصویر بنے یہ التجائیں کرنے لگو' اے اللہ! مجھے تھوڑی سی اور مہلت عمر دے دے تاکہ میں تیری راہ میں دل کھول کر خرچ کر سکوں اور صالحین میں شامل ہو جاؤں۔ فرمایا:

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (المنافقون)

''اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔''

اللہ تعالیٰ پھر مہلت عمل دینے والا نہیں ہے۔اِس لئے تم کو پیشگی فرمادیا گیا کہ نزع کا عالم طاری ہونے سے پہلے پہلے خرچ کر لو ورنہ تمہارے مرنے کے بعد جو مال رہ جائے گا وہ دوسروں کی تجوریوں میں ہو گا' تمہارے کسی کام نہ آئے گا۔ سو اِس عرصۂ حیات کو غنیمت جانو اور یہ یقین دل میں بٹھا لو کہ کل تمہیں ہرگز ڈھیل نہ ملے گی۔اور یہ بات بھی یاد رکھو دنیا میں جو کچھ کرتے ہو اللہ اُس سے بے خبر نہیں' ہر چیز سے آگاہ ہے۔

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

سانحہ باجوڑ: حقیقت کیا ہے؟

بنت زاہد

30 اکتوبر 2006ء ہماری تاریخ کا ایک اور سیاہ دن' جب ایک حکمران نے اپنے آپ کو مطلق العنان سمجھتے ہوئے اپنے ہی ملک کے 82 معصوم شہریوں کو جن کے جان و مال کی ذمہ داری اس نے خود اپنے سر پر لی تھی' ظالمانہ طریقے سے ہلاک کر دیا اور اس کے اگلے ہی روز یہ بیان دے ڈالا کہ "Bajaur dead were all militants"

اس واقعہ میں بہت سے سوال پنہاں ہیں:

1۔ آپ یہ کس طرح طے کر سکتے ہیں کہ جتنے لوگ اس سانحے میں ہلاک ہوئے وہ سب دہشت گرد ہی تھے اور کسی عام شہری کو اس سے نقصان نہیں ہوا؟

2۔ اگر بالفرض مدرسہ میں سب دہشت گرد ہی تھے تو کس قانون کے تحت آپ نے ان پر میزائلوں کی بارش برسا کر انہیں ختم کیا؟ آپ انہیں گرفتار کر کے مقدمہ بھی چلوا سکتے تھے تاکہ اُن کا "جرم" واضح ہو جاتا ہے اور اسی کے مطابق انہیں سزا دی جاتی (جبکہ آپ کی پسند کے مقدمات کا جلد فیصلہ بھی کر دیا جاتا)؟

3۔ مقامی لوگوں کا بیان ہے کہ حملہ امریکی fixed-wing droues سے کیا گیا اور پاکستانی ہیلی کاپٹرز 20 منٹ کے بعد نمودار ہوئے اور hill-side پر کچھ فائرنگ کر کے پلٹ گئے۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

4۔ اگر آپ کا یہ دعویٰ درست ہے کہ حملہ صرف پاکستانی فوج نے کیا تو صحافیوں کو کوریج کی اجازت کیوں نہیں دی گئی؟

5۔ اور یہ کہ اس حملے کا مقصد پاکستان میں امن و امان کا قیام تھا یا امریکہ بہادر کو خوش کرنے کی ایک اور کوشش تھی؟

اگر ہم اس حملے کے طریقۂ کار' متعلقہ ذمہ داروں کے بیانات اور ان کے طرزِ عمل کا جائزہ لیں تو یہ پہچاننا مشکل ہے کہ یہ بیان کس کا ہے کہ "they were all militants" جارج بش' ٹونی بلیئر' پرویز مشرف' ڈک چینی' کنڈولیزا رائس؟

اربابِ اقتدار کے ترجمانوں میجر جنرل شوکت سلطان اور مس تسنیم اسلم نے بھی واقعات کی تفصیلات بتاتے ہوئے وہی لب و لہجہ اختیار کیا اور اسی بے حسی کا مظاہرہ کیا جو مندرجہ بالا شخصیات کا خاصہ ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہمارے ذمہ داروں' ہمارے حکمرانوں نے اپنے آپ کو بیچ دیا ہے؟ اور اگر ایسا ہی ہے تو ان کے پاس صرف اپنی ذات کا اختیار ہے' ملک و قوم کو بیچنے یا تباہ کرنے کا انہیں کوئی حق نہیں۔ انہوں نے اس ملک کو سنبھالنے اس قوم کی بہبود کے لئے کام کرنے کی ذمہ داری اٹھائی تھی' اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کی نہیں۔ اور اگر وہ اس ذمہ داری سے گریزاں ہیں یا اپنے اندر اس کی اہلیت نہیں پاتے تو عوام کا فرض ہے کہ وہ اپنے لئے کسی ایسے شخص کو حکمران منتخب کرے جو واقعی ان کے فلاح و بہبود کے متعلق سوچے اور اسی کے مطابق عمل کرے۔ اپنا so-called soft-image دنیا کو دکھانے کے لئے اپنے ہی شہروں کی عزت اور جان و مال کا سودا کرنے والا نہ ہو۔ جس شخص نے سب سے پہلے پاکستان' کا نعرہ لگوایا اور خود ہی سب سے پہلے پاکستان کو بیچنے کا کام شروع کر دیا۔ یہ طرزِ عمل پاکستان کی محبت کو کیسے ظاہر کرتا ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے ایک

> اگر بالفرض مدرسہ میں سب دہشت گرد ہی تھے تو کس قانون کے تحت آپ نے میزائلوں کی بارش برسا کر انہیں ختم کیا؟ آپ انہیں گرفتار کر کے مقدمہ بھی چلوا سکتے تھے تاکہ اُن کا "جرم" واضح ہو جاتا اور اسی کے مطابق انہیں سزا دی جاتی

اور اصطلاح ایجاد کی "moderate Islam" میرے ہم وطنو! ماڈریٹ اسلام کا نعرہ ایک گمراہ کن تصور ہے' جس کا مقصد اسلام کے نام سے مغربی تہذیب' فکر و فلسفہ اور نظامِ سیاست کی ترویج اور قرآن و سنت کے اُن احکام سے روگردانی ہے جنہیں حکمرانوں کی طبائع اور امریکہ اپنی تہذیب کے خلاف خیال کرتا ہے۔ قرآن میں واشگاف الفاظ میں فرمایا گیا:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾ (البقرۃ:85)

"کیا تم کتاب کے بعض حصوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟"

اسلام کا مطلب ہے صرف اللہ وحدہٗ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا۔ اور اس کا تقاضہ ہے کہ ہم اس پر پوری طرح عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" تقاضا کرتا ہے کہ ہم دین کو اس کی اصل شکل میں قبول کریں' اسے تبدیل کرنے یا اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کریں۔

اسلام تو یہ ہے کہ ہم 'سمعنا و اطعنا' کی روش اپنا کر اللہ کی اطاعت میں پورے طور پر داخل ہو جائیں' اللہ کی رضا میں اپنی رضا کو ڈھال لیں اور ہر حکم کو دل سے تسلیم کریں۔ ایسا نہیں کہ جو بات نفس کو اچھی لگی اسے اختیار کر لیا' اور جسے اپنانا دشوار لگا' اسے چھوڑ دیا بلکہ کامل فرمانبرداری مقصود ہے۔ اور جس کا طرزِ عمل اُس کے برخلاف ہو' جو اپنے نفس کی خواہشات کا مطیع ہو' وہ صرف اپنے نفس کا بندہ ہوتا ہے' اور وہ شخص جو کسی اور مرد' قوم یا ملک کو نفع اور نقصان کا مالک سمجھتا اور اسے اپنا حاکم مانتا ہو اور اُس کی مرضی کے مطابق چلتا ہو' وہ بھی دھوکے میں ہے۔ یاد رکھیے! حاکمِ مطلق صرف اور صرف اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔ ہمارا کام صرف اللہ کی اطاعت کرنا اور نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کی پیروی کرنا ہے۔ یہی سیدھا راستہ ہے اور جو اس راہ کو چھوڑ کر کسی دوسری راہ کو اختیار کرے گا' اس کے لئے دردناک عذاب کی وعید ہے' اِلّا کہ وہ توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے۔

ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ اگر ہم ان کی بات کو تسلیم نہ کرتے تو وہ ہمارا تورا بورا بنا دیتے' ہمیں پتھر کے زمانے میں دھکیل دیتے' ہماری موت واقع ہو جاتی...... گویا وہ اس خیالِ باطل میں مبتلا ہیں کہ اختیارات کلی اللہ کے ہاتھ میں نہیں' بلکہ ان کے خود ساختہ "دوستوں" کے ہاتھوں میں ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ہماری بات مان لو ورنہ تم مار دیئے جاؤ گے۔ سورۂ آل عمران میں منافقین کا طرزِ عمل بیان ہوا انہوں نے کہا تھا کہ اگر وہ ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے۔ ان کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے فرمایا گیا:

﴿قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (آل عمران:168)

"(یہ خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہنا۔"

"کہہ دیجئے! تم اپنی جانوں سے موت کو ہٹا دو۔ اگر تم سچے ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران)

یہ دنیا جس کی وقعت اللہ تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں' اس کے جاہ و حشم کے لئے' مزید چند دنوں کی حکمرانی کے لئے اپنے اِلٰہ بدل دینا' اپنی اطاعت کو کسی اور کے تابع کر لینا دانش مندی نہیں بلکہ حماقت ہے۔ چاہیے کہ صرف اللہ سے ڈرا جائے اور صرف اسی کے احکامات کی پیروی کی جائے۔ موت تو برحق ہے' اسے آ کر رہنا ہے۔ ایک ساعت بھی نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے اور نہ ہی اسے آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس

سے بھاگنا بے معنی ہے۔
سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں:
﴿ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨ ﴾
''کہہ دیجیے! کہ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو بے شک وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے پھر تم لوٹا دیے جاؤ گے اس (ہستی) کی طرف جو پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے ہے پھر تمہیں جتلا دیا جائے گا جو کچھ تم کیا کرتے رہے ہو۔''
اور اس کا نتیجہ:
﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝١٨٥ ﴾ (آل عمران)
''ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا۔ تو جو شخص آتشِ جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا۔ اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔''
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حقیقت کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے حکمرانوں کو بھی ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ: شیخ رشید کا یوٹرن

حضرت عمرؓ جنہیں دنیا فاروق اعظم کے نام سے جانتی ہے یعنی وہ عظیم ہستی جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی ہو حضرت حذیفہؓ سے جنہیں حضور ﷺ کا راز دار ہونے کی بناء پر صاحب سرّ نبی ﷺ کہا جاتا تھا' بے چینی کی کیفیت میں دریافت فرماتے ہیں کہ حذیفہ! مجھے بتاؤ کہ کہیں منافقوں میں میرا نام تو شامل نہیں۔

یہ وہ حضرات ہیں جن کے بارے میں قرآن شاہد ہے کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور یہ اللہ سے راضی ہو گئے جن کو زندگی ہی میں جنت کی بشارت سنا دی گئی' نفاق کے دلوں میں سرایت کر جانے کے بارے میں اس قدر چوکنا رہتے تھے تو ''تا بہ دیگراں چہ رسد''۔ ہم جس ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں اس میں قدم قدم پر منافقانہ رویوں کا سامنا رہتا ہے۔ ہمیں تو بدرجۂ اولیٰ دلوں میں نفاق کے سرایت کیے جانے کے معاملے میں چوکنا ہونا چاہیے۔ اس سے تو نہ کوئی شیخ مستثنیٰ ہے اور نہ کوئی رند۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے دلوں کو نفاق سے' ہمارے اعمال کو ریا سے اور ہماری آنکھوں کو خیانت سے پاک کر دے' کیونکہ تو آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ ہمارے سینوں میں پوشیدہ ہے ان سے بھی تو واقف ہے۔ (آمین)

عصمت دری...... تعزیرِ فطرت

آصف علی

روزانہ کتنے ہی واقعات اخبارات کے صفحہ اول پر غیرت مندوں کا منہ چڑا رہے ہوتے ہیں اور منظر کشی کا حال یہ ہوتا ہے کہ ذرا سی غیرت رکھنے والا شخص بھی ندامت کے بوجھ سے سر کو جھکا لینے پہ مجبور ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھ سے گرنے والا ہر آنسو اور اس کے ماتھے پہ پھوٹنے والے پسینے کا ہر قطرہ اس بات کا گواہ ہوتا ہے کہ وہ عورت کو محترم سمجھتا ہے۔ اسے اچھا نہیں لگتا کہ لٹی عزت کی داستان سر بازار لائی جائے۔ وہ یہ پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ کیوں اجڑی عصمتوں کو مشتہر کر کے اپنی دکانیں چمکائی جاتی ہیں؟ کیوں کرائم کارنر کے نام سے رسوائیوں کے بازار سجائے جاتے ہیں؟ کیوں کسی چاردیواری کے ظلم کو چوراہے کا قصہ بنا دیا جاتا ہے؟

دنیا جانتی ہے کہ اخبارات صرف اپنے کاروبار چمکانے کی خاطر حوا کی بیٹیاں زرد صحافت کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ میرا ذہن اس تصور سے قاصر ہے کہ اللہ نہ کرے' کبھی ان اخبار نویسوں کے ساتھ ایسا کوئی ظلم ہو تو یہ اسے اسی طرح معلومات عامہ کے حوالے کریں گے۔ لیکن آئیں ایک ایسے ظالم سے ملیں' جو اس جرم میں برابر کا شریک ہے۔ جس کی تشہیر کر کے اخبارات نوجوانوں کی اخلاقیات تباہ کر رہے ہیں۔ اس مجرم کا سب سے بڑا جرم تو یہ ہے کہ اُس نے وہ شاخ کاٹی جس پہ بیٹھا تھا۔ وہ ڈھال پھاڑی جس نے ابلیس کے ترکش کے ہر زہریلے تیر سے اسے پناہ میں رکھا ہوا تھا۔ لیکن خوش فہمی سے وہ خود کو مظلوم سمجھے ہوئے ہے۔ لیکن اسے شاید یہ معلوم نہیں کہ عزتوں کا لٹنا' عصمتوں کا اجڑنا اور رسوائیوں کا مقدر ہونا تو خود ایک جرم کی پاداش ہے' ایک تجاوز کی سزا ہے۔

اور یہ تجاوز اس عورت نے کیا جو چند اوباش مردوں کے کہے میں آ گئی۔ جو ہیں تو انسانوں کی شکلوں میں ہی اور خطاب بھی مردانگی کا رکھتے ہیں مگر فی الحقیقت شیطان سے کم نہیں۔ حقوقِ نسواں کے نام پہ انسانی تاریخ کا بدترین تجاوز انہیں کی مرد و فکر کا شاخسانہ ہے۔

عورت سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے اللہ کی دی ہوئی ڈھال کی قدر نہ کی' وہ اللہ جس نے اسے اس وقت عزت دی جب وہ برہنہ طواف کر رہی تھی' جس نے اسے وہ مرتبہ دیا کہ جنت کی حوریں بھی رشک کرنے لگیں۔ جس نے اس کے قدموں تلے بہشت رکھ دی۔ یہ ردا تھی جو خالقِ کائنات نے اسے اس لئے اوڑھائی تھی تا کہ وہ پہچانی جائے کہ شرفاء کی بیٹی ہے اور شیطانِ لعین دست درازی نہ کر سکے۔ مگر یہ کمینہ ہے' بڑا چال باز۔ اس نے آزادیٔ نسواں کا ایسا نعرہ لگایا کہ عورت عفت وعصمت کے قلعے چھوڑ کر زرق برق لباس زیب تن کر کے بازاروں کی زینت بن گئی۔ اس مردود نے عورت سے مردوں کے ذریعے وہ سب کچھ کروایا جس سے باز رہنے کا حکم ربِّ ذوالجلال نے دیا تھا' اور جو اس کی عظمت و رفعت کے لئے زہر ہلاہل تھا۔

پھر کیا ہوا۔ وہی جو اللہ کے نافرمانوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ جو اللہ کی پناہ ٹھکرانے والوں کے ساتھ تاریخ کرتی رہی ہے۔ شیطان اور اس کے چیلے اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے' اور پھر ایک روز اخبار کے صفحہ اول پر یہ خبر چھپ گئی۔
''فلاں بنتِ فلاں کی ردائے عفت چند اوباشوں نے سرعام تار تار کر دی۔''

فرعون جیسے باغی بھی دریائے نیل میں چند غوطے کھا کر اسی کو پکار اٹھے تھے جس کے دربار میں ذلت و ندامت سے لرزتے یہ ہاتھ اٹھے جو زبانِ حال سے کہہ رہے تھے۔
﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝١٢ ﴾ (البروج)
''بے شک تمہارے پروردگار کی پکڑ بہت سخت ہے۔''

میری بہنو! یہ مکافاتِ عمل تھی۔ فطرت ہر دور میں اللہ کے باغیوں پہ خود تعزیرات لگاتی ہے۔ عورت کے لئے تو بے پردگی کی سزا موت سے بدتر ہے۔ باپردہ عورتیں کبھی اس ظلم کا شکار نہیں ہوتیں' سوائے اس کے کہ پوری قوم ہی اللہ کے عذاب کی گرفت میں آ جائے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بن ٹھن کر بازاروں میں گشت کرنے والی عورتیں بدترین تشدد کا نشانہ بنیں' اور آج بھی یہی ہو گا۔ آیئے' لوٹیں اور سنیں' تقدیر کے قاضی کا یہ فیصلہ کہ
''بے پردہ عورت عصمت دری کی چکی میں کچل دی جائے گی۔''

صلیبی بادشاہوں کی باہمی چپقلش

جب تیسری صلیبی جنگ چھڑی' اُس وقت شاہِ انگلستان رچرڈ اوّل اور شہنشاہ فرانس فلپ آگسٹس ایک دوسرے کے پکے دوست تھے' مگر جب یہ جنگ ختم ہوئی' اُس وقت تک بدترین دشمن بن چکے تھے اور ایک دوسرے سے خونریز جنگ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اِن دونوں میں دشمنی ہو جاتا تو قرینِ قیاس تھا' مگر اُن کی دوستی دیکھنے والوں کے لیے باعثِ حیرت تھی' کیونکہ دونوں میں کوئی ایک بات بھی مشترک نہ تھی۔

رچرڈ چھ فٹ تین انچ کا سُرخ بالوں والا لمبا تڑنگا آدمی تھا' جس کا ڈیل ڈول پہلوانوں جیسا تھا۔ اُسے جو بات سوجھ جاتی' اُس پر فوراً عمل کر گزرتا اور جو بات دل میں ہوتی' بے تکلف زبان پر لے آتا۔ لڑائی بھڑائی' سیر وشکار اور کھلی فضا اُسے بہت پسند تھی۔ اس کے برعکس فلپ آگسٹس لاغر اور کمزور جسم کا آدمی تھا اور خطرے میں پڑنے سے گھبراتا تھا۔ اُسے تاریک گوشوں میں بیٹھ کر خفیہ منصوبے بنانے کا بڑا شوق تھا اور اُس کا محبوب ترین شغل ایک شخص کی تمناؤں اور عزائم کو دوسرے کی تمناؤں اور عزائم سے ٹکراتا تھا۔ اِن دونوں کے بارے میں یہ بات تو آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ ایک دوسرے سے نفرت کیوں کرنے لگے' مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ دوست کیوں بن گئے تھے۔

بہرحال جولائی 1190ء میں' جب یہ دونوں ویزیلے کے مقام سے اپنی اپنی زبردست مسلح فوجوں سمیت ارضِ مقدس کی طرف روانہ ہوئے' اُس وقت وہ بڑے گہرے دوست تھے۔ برگنڈی کے تاکستانوں سے لیونز تک دونوں نے ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہوئے اِس طرح راستہ طے کیا' جیسے کسی کھیل میں حصہ لینے جا رہے ہیں۔ لیونز پر ایک دوسرے سے الگ ہو کر جدا جدا راستوں پر روانہ ہوئے۔ شہنشاہ فرانس نے جنوا کا رُخ کیا' جہاں اطالوی جہازوں کا ایک بیڑا اُس کا اور اُس کے سپاہیوں کا انتظار کر رہا تھا۔ رچرڈ مارسلیز پہنچا' جہاں سے اُسے اپنے جہازوں پر سوار ہونا تھا۔ برطانوی جہازوں کے اِس بیڑے کو خلیج بسکے سے گزر کر اسپین کے گرد ہو کر وہاں پہنچنا تھا' لیکن مارسلیز میں معلوم ہوا کہ بیڑا ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ملاح اور سپاہی راہ میں ایک جنگ میں اُلجھ گئے تھے۔ انہوں نے لزبن میں پرتگیزوں اور مسلمانوں میں لڑائی ہوتی دیکھی تھی تو پرتگیزوں کو مدد دینے کے لیے وہاں اُتر پڑے تھے۔ اس طرح انہیں مارسلیز پہنچنے میں ایک مہینے کی دیر ہوگئی۔

رچرڈ مارسلیز میں ایک دو ہفتے تک انتظار کرتا اور ہر روز یہی سوچتا رہا کہ آج جہاز پہنچ جائیں گے' مگر جب وہ اتنے دن تک بھی نہ پہنچے تو اُس کی طبیعت گھبرانے لگی۔ اب کوئی شغل چاہیے تھا۔ اُس نے چند تیز رو جہاز کرایے پر لیے۔ اٹلی کے ساحل کی سیر کرنے روانہ ہو گیا اور مارسلیز میں اپنے بیڑے کے نام پر پیغام چھوڑ گیا کہ سسلی میں مسینیا کے مقام پر اِس سے آملے۔

رچرڈ نے سسلی کی فوج کو اُس کی دغابازی کی سزا دینے کے لیے اپنے سپاہیوں کو اجازت دے دی کہ جو کچھ لوٹا جا سکے' لُوٹ لو۔

رچرڈ کا بحری بیڑا' جس میں جنگی اور بار بردار سب ملا کر کُل 106 چھ جہاز تھے' مسینیا کے شمال مغرب میں کرایے کے جہازوں سے آملا۔ اگلے دن یہ سب اپنے جنگی پرچموں کی نمائش کرتے اور بگل بجاتے ہوئے بندرگاہ میں داخل ہوئے۔ جب رچرڈ جہاز سے اُترا' اُس وقت شہنشاہ فرانس بندرگاہ کی گودی میں موجود تھا۔ اُس نے رچرڈ کا بڑے تپاک اور گرم جوشی سے استقبال کیا' لیکن اِس تپاک اور گرم جوشی میں کچھ ایسی بات تھی کہ رچرڈ کے دل میں اُس کی طرف سے شک پیدا ہو گیا۔

پھر جب وہ اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو یہ شک اور بڑھ گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شاہ سسلی کی طرف سے اُسے تو قیام کے لیے ایک چھوٹا سا مکان دیا گیا تھا جو شہر کے باہر تھا' اور اُس کے لشکریوں کو بھی ساحل کے پاس ایک معمولی سی چھاؤنی میں ٹھہرا دیا گیا تھا لیکن فرانسیسی شہنشاہ' شہر کے قصرِ شاہی میں مقیم ہُوا تھا' اور اُس کے سپاہیوں کو رچرڈ کے سپاہیوں کی طرح شہر کے باہر نہیں' بلکہ شہر کے اندر ٹھہرایا گیا تھا۔ سسلی (صقلیہ) کا بادشاہ ٹینکریڈ اُس وقت وہاں سے بہت دُور پلرمو میں تھا۔ اُس نے رچرڈ کو خیر سگالی کا پیغام بھی نہیں بھیجا۔ اُس کا یہ طرزِ عمل رچرڈ کے لیے تعجب خیز نہیں تھا۔ ٹینکریڈ غاصب تھا۔ وہ سسلی کے سابق بادشاہ ''نیک دل' ولیم کے انتقال پر زبردستی بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ ولیم کی شادی ایک انگریز خاتون جُوانا سے ہوئی تھی۔ وہ رچرڈ کی بہن تھی۔ ولیم مرتے وقت ایک بہت بڑی رقم رچرڈ کے باپ ہنری دوم کے نام چھوڑ گیا تھا' لیکن ٹینکریڈ نے جوانا کو قید میں ڈال دیا تھا اور وہ رقم بھی اپنے کام میں لے آیا تھا۔ رچرڈ نے اُس کے نام پر ایک مختصر سا خط لکھا تھا' جس میں اپنی بہن کی اور اس کی رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا۔ ٹینکریڈ نے جوانا کو تو اس کے پاس بھیج دیا تھا' لیکن رقم واپس نہیں کی تھی۔ رچرڈ کو یہ شک گزرا کہ ٹینکریڈ اور فلپ آگسٹس اس کے خلاف کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اپنے آدمیوں کو تاکید کر دی کہ ہوشیار رہیں۔ رچرڈ کا شک بے جا نہیں تھا۔ 4 اکتوبر کو وہ فلپ آگسٹس اور ٹینکریڈ کے نمائندہ امیروں نے نئی ہونے والی صلیبی جنگ کے سلسلے میں صلاح مشورہ کرنے ایک کانفرنس میں گیا تو سسلی کی فوج نے بڑی خاموشی سے انگریزی فوج کی چھاؤنی کا محاصرہ کر لیا اور شہر کے دروازے بند کر کے فصیل پر مورچے قائم کر لینے کے بعد اس چھاؤنی پر دھاوا بول دیا' لیکن انگریز سپاہی مسلح اور جنگ کے لیے تیار کھڑے تھے۔ انہوں نے ٹینکریڈ کی فوج کی خوب تواضع کی۔ دس گھنٹے کے اندر اندر رچرڈ نے سسلی کی فوج کو منتشر کر دیا۔ رچرڈ نے سسلی کی فوج کو اُس کی دغابازی کی سزا دینے کے لیے اپنے سپاہیوں کو اجازت دے دی تھی کہ جو کچھ لوٹا جا سکے' لُوٹ لو۔ اگلے دن صبح کو رچرڈ نے اپنا سہ رنگا پرچم مسینیا کے بُرجوں پر اِس طرح لہرا دیا' جیسے دشمن کا ایک شہر فتح کر لینے کے بعد انگریز جشن منا رہے ہیں۔

ٹینکریڈ گھبرا اُٹھا اور وہ رقم لے کر حاضر ہوا جو رچرڈ نے طلب کی تھی۔ یہی نہیں' اُس نے فلپ کے وہ خط بھی رچرڈ کو پیش کر دیئے جو فلپ نے اُسے رچرڈ پر حملے کی ترغیب دینے کے لیے لکھے تھے۔ رچرڈ غصے کے مارے آپے سے باہر ہو گیا۔ فوراً شاہ فرانس سے ملنے پہنچا اور اُس سے جواب طلب کیا۔ فلپ نے کہہ دیا کہ یہ خط جعلی ہیں اور رچرڈ یہ باتیں اس لیے کہہ رہا ہے کہ اِس کے دل میں چور ہے اور وہ اس بہانے ایڈیلائس سے منگنی توڑنا چاہتا ہے۔ ایڈیلائس شاہ فرانس کی بہن تھی۔ رچرڈ خاموش رہا۔

فلپ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے رچرڈ سے کہا: ''مجھے اپنے مخبروں کے ذریعے اطلاع مل چکی ہے کہ تم سپین کی شہزادی بیرنگاریا سے شادی کرنا چاہتے ہو' حالانکہ

تمہاری ایڈیلائس سے باقاعدہ منگنی ہوچکی ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے شہزادی بیرنگاریا کو مسینا بُلایا ہے اور وہ ادھر روانہ بھی ہوچکی ہے۔'' رچرڈ نے خشک لہجے میں جواب دیا کہ ہاں یہ سب ٹھیک ہے۔ غرض فلپ آگسٹس نے اپنی دغابازی کا معاملہ دبانے کے لیے گفتگو کا رُخ رچرڈ کی اُس زیادتی کی طرف پھیر دیا جو رچرڈ نے اُس کی بہن سے کی تھی۔ چنانچہ اِن دونوں میں ایک معاہدہ ہُوا۔ جس کی رُو سے رچرڈ نے ایڈلائس سے منگنی توڑنے کی پاداش میں ایک خطیر رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا اور ٹینکریڈ کے پیش کیے ہوئے خطوط کے اصلی یا جعلی ہونے کا قضیہ داخل دفتر ہوگیا۔

اِن دونوں بادشاہوں نے موسم سرما مسینا میں ساتھ ساتھ گزارا۔ مارچ کے مہینے میں فرانسیسی فوجیں اہلِ جنوا کے جہازوں میں بیٹھ کر بیت المقدس روانہ ہو گئیں۔ انگریزی فوجیں اپریل میں روانہ ہوئیں' مگر روانگی کے دو روز بعد انگریزی بیڑا ایک ہولناک طوفان سے تتر بتر ہوگیا اور اس کے بیشتر جہاز کریٹ جیسے دُور دراز مقام تک بہہ گئے۔ پھر جب یہ بیڑا دوبارہ جمع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ پچیس جہاز گم ہیں' جن میں سے دو بار بردار جہاز ہیں۔ اِن دونوں جہازوں میں سے ایک پر وہ خطیر رقم تھی جو رچرڈ ہمراہ لایا تھا اور دوسرے پر اُس کی بہن جوانا اور منگیتر بیرنگاریا سوار تھیں۔ رچرڈ نے اُن کی تلاش کے لیے کئی تیز رفتار جہاز روانہ کیے۔ انہوں نے پتا چلا لیا کہ یہ دونوں جہاز قبرص کے ایک مقام لیماسول میں صحیح سلامت موجود ہیں۔ اتفاق سے انگریزی بیڑے کے تین چار جہاز اور بھی طوفان میں بہہ کر اُدھر ہی چلے گئے تھے اور اِس وقت ساحل کے قریب کھڑے تھے۔ قبرص کے بادشاہ آئزک نے ان طوفان زدہ جہازوں کے سب آدمیوں کو گرفتار کرلیا تھا۔ جو کچھ اُن کے پاس تھا' وہ بھی چھین لیا تھا۔ انہیں ٹھیک طرح کھانے کو بھی نہیں دے رہا تھا اور دونوں بار بردار جہازوں کو مالِ غنیمت سمجھ رہا تھا۔ رچرڈ کو جب یہ معلوم ہوا تو اُسے بڑا غصہ آیا اور فوراً قبرص روانہ ہو گیا' تاکہ آئزک کو اس شرارت کا مزہ چکھائے۔

لیماسول کے مقام پر پہنچ کر اُس نے ایک مختصر سی جنگ کے بعد اُس پر قبضہ کرلیا۔ اگلے دن قبرص کی فوج کو مار بھگایا اور اُس کی چھاؤنی پر قابض ہوگیا۔ اِس فتح کا جشن اس نے بیرنگاریا سے شادی کر کے منایا اور اس کے فوراً بعد آئزک سے ملنے کے لیے روانہ ہوگیا۔ یہ ملاقات بڑی ''رنگین'' تھی۔ قبرص کا بادشاہ شاہانِ روم جیسے ارغوانی جامے میں ملبوس تھا۔ رچرڈ عروسی جوڑا پہنے ہوئے تھا۔ گلابی رنگ کی صدری' سُرخ مخمل کی ٹوپی اور گہرے نیلے رنگ کا لبادہ' جس پر رنگین زرکاری تھی' اور جس گھوڑے پر سوار تھا' اُس کی زین سرخ مخمل کی تھی جس پر زریں ستارے ٹنکے ہوئے تھے۔ رچرڈ نے اس ملاقات کے لیے انجیر کے درختوں کے جھنڈ میں ایک خوشنما خیمہ نصب کرایا تھا جس پر زری کا کام کیا گیا تھا۔ یہ خیمہ آئزک کے لیے نیا نہ تھا' کیونکہ چند دن پہلے اُسی کی ملکیت تھا۔

ملاقات دوستانہ ماحول میں ہوئی اور دونوں بادشاہ ایک دوسرے سے دوستانہ طریقے سے پیش آئے' لیکن جب آئزک نے واپس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو اُسے معلوم ہوا کہ یہ بات اُسے پسند ہو یا نہ ہو' مگر اب وہ رچرڈ کا ''مہمان'' ہے۔ اُس نے رات کے وقت اِس خیمے کو پھاڑ کر راستہ نکالا' جس میں اُسے قید کیا گیا تھا۔ چپکے سے باہر نکلا۔ اندھیرے میں اپنے گھوڑے فاول کو تلاش کیا اور اس پر بیٹھ کر وہاں سے نکل بھاگا۔

رچرڈ پندرہ روز تک آئزک اور اُس کے گھوڑے کو سارے جزیرے میں تلاش کرتا پھرا۔ اِس تعاقب کے دوران میں قبرص کا ہر قلعہ اور ہر ایک شہر فتح کر لیا۔ اُدھر آئزک ہمت ہار گیا اور ایک روز رچرڈ کے پاس پہنچ کر خود کو اُس کے حوالے کر دیا۔ البتہ یہ التجا کی کہ ایک تو اُس کی جان نہ لی جائے۔ دوسرے اُسے لوہے کی زنجیریں نہ پہنائی جائیں۔

رچرڈ نے زہرخند کیا اور یہ دونوں باتیں مان لیں۔ اور پھر اس معزز قیدی کے لیے چاندی کی زنجیریں گھڑوائیں۔ جب رچرڈ آئزک کا تعاقب کر رہا تھا' اُس دوران میں کئی مرتبہ ایسا ہُوا تھا کہ رچرڈ نے آئزک کو جا لیا تھا' لیکن ہر مرتبہ جب آئزک نے اپنے گھوڑے فاول کو ایڑ لگائی تھی تو وہ تعاقب کرنے والے صبا رفتار گھوڑوں کو پیچھے چھوڑ کر اُن کے سواروں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ اس کی یہ تیز رفتاری دیکھ کر رچرڈ کے دل میں فاول پر قبضہ جمانے کی آرزو چٹکیاں لینے لگی تھی۔ اب فاول اُس کے قبضے میں آ گیا تو رچرڈ کو جتنی خوشی ہوئی' اُتنی نئی سلطنت ملنے سے بھی نہیں ہوئی۔ وجہ یہ تھی کہ اتنا نفیس گھوڑا اُس کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا تھا۔ اُس نے فوراً فیصلہ کرلیا کہ فاول سے کیا کام لے گا' مگر یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ جزیرۂ قبرص کا کیا کرے گا۔ آئزک کو چاندی کی زنجیروں میں جکڑ دینے کے بعد رچرڈ قبرص میں آٹھ دن اور رہا۔ پھر وہاں سے ارضِ مقدس کی جانب روانہ ہو گیا اور پھر کبھی قبرص نہیں گیا۔ بعد میں اُس نے یہ جزیرہ گائی آف لوزینان کو تحفے کے طور پر دے دیا' تاکہ اُسے یروشلم کی حکومت صلاح الدین ایوبی کے ہاتھ میں جانے سے جو نقصان پہنچا ہے' اُس کی تلافی ہو جائے' لیکن جب تک بیت المقدس میں رہا' فاول کو اپنے سے جدا نہیں کیا۔

عکّہ کا محاصرہ

رچرڈ جون کے مہینے میں ارضِ مقدس پہنچا' شہر عکّہ کے محاصرے میں فلپ آگسٹس کے ساتھ شریک ہوگیا۔ عیسائی فوجوں نے دو سال سے اِس شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ عکّہ ایک راس پر واقع تھا۔ اس کی دیواریں انگریزی زبان کے حرف ایل (L) کی طرح بنی ہوئی تھیں۔ شہر کی فصیل پر ایک بڑا سا بُرج تھا' جس کا نام صلیبیوں نے ''بُرجِ شوم'' رکھا تھا۔ صلیبیوں کا لشکر فصیل کے باہر اس کے لگواں لگواں' مگر اس سے کچھ فاصلے پر پڑا ہوا تھا۔ وہ شہر کے مسلمانوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور شہر کے باہر مسلمان فوج نے اُن کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اس طرح محاصرہ کرنے والے خود بھی محاصرے میں تھے۔

رچرڈ نے صلیبی فوجوں کی صفوں کو دیکھا تو یہ محسوس کیا کہ وہ شہر کی دیواروں سے کافی دُور ہیں۔ اس کے خیال میں محاصرے کا صحیح طریقہ یہ تھا کہ نزدیک سے حملہ کیا جائے۔ اس کے لیے اپنے تیراندازوں اور اپنی منجنیقوں کو محصور شہر کی دیواروں کے زیادہ سے زیادہ قریب کھڑا کرنا چاہیے' تاکہ دشمن پر تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ مسلسل ہوتی رہے۔ اِس سے فوجی انجینئر دشمن کے حملوں سے محفوظ رہ کر محصور شہر کی دیوار میں شگاف کرنے یا اُس کی جڑیں کھودنے کا کام بہ آسانی کر سکتے ہیں۔ عکّہ میں رچرڈ نے یہ بات ایک ہی نظر میں تاڑ لی کہ عیسائی سپاہی شہر کی دیواروں سے اتنے دُور ہیں کہ وہ شہر والوں کو کوئی خاص نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

مگر جب رچرڈ نے فرانسیسی سرداروں سے یہ بات کہی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ بات ہم بھی اچھی طرح جانتے ہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ اگر اپنی چوبی منجنیقیں شہر کی دیواروں کے زیادہ نزدیک لگائی جائیں تو مسلمان تانبے کی بڑی بڑی شعلہ بار ہانڈیاں پھینکنے لگتے ہیں' اور یہ ہانڈیاں جب زمین پر گرتی ہیں تو ہر طرف شعلے ہی شعلے ہوتے ہیں۔ ہماری درجنوں منجنیقیں مسلمانوں کی اِن شعلہ بار ہانڈیوں سے جل کر ضائع ہوچکی ہیں' مگر جب رچرڈ نے اس بات پر زور دیا کہ تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ قریب سے ہونی چاہیے تو فرانسیسی سائنس دانوں نے اِس دشواری کا ایک حل نکالا۔ انہوں نے یہ سوچا کہ مسلمان شعلہ بار مسالا تانبے کی ہانڈیوں میں رکھ کر پھینکتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس مسالے سے تانبا نہیں جلتا۔ اگر ہم اپنی منجنیقوں پر تانبے کی چادریں چڑھا دیں تو اُن پر بھی آگ اثر نہیں کرے گی۔ چنانچہ فرانسیسیوں نے مسلمانوں پر نیا حملہ کرنے سے پہلے اپنی منجنیقوں پر تانبے کی چادریں چڑھا لیں۔ (جاری ہے)

اعتذار

ادارہ ندائے خلافت کا عملہ پچھلے ہفتے تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں مصروف رہا۔ بنا بریں گزشتہ شمارہ شائع نہیں ہو سکا۔ اب یہ شمارہ آٹھ اضافی صفحات کے ساتھ پیش ہے۔

✿✿✿✿

بہتر مسلمان اور اچھا انسان بننے کی طرف

میرا پہلا قدم

ڈاکٹر عبدالمجید زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ریٹائرڈ ڈین ہیں۔ موصوف نے اولاً ڈاکٹر عبدالسمیع کی ایک عربی کلاس میں بالکل طالبعلمانہ انداز میں شرکت کی اور بعدۂ اُن ہی کے شاگرد اور ایک اچھے استاد جناب عامر سہیل کی ایک کلاس میں شریک ہوئے۔ اُس کلاس کی اختتامی تقریب میں موصوف نے بڑے خوبصورت پیرائے میں اپنے تاثرات بیان کئے۔ ڈاکٹر صاحب کے ان دلچسپ تاثرات کو ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

محترم اساتذہ کرام مہمانانِ گرامی اور طالب علم ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اس ذاتِ والا صفات کا بے حد وحساب شکر ہے' جس کا شکر کریں تو وہ اپنی عطا کردہ انعامات میں آپ سے آپ اضافہ کر دے' اور جس سے نہ مانگیں تو وہ ناراض ہو جائے۔ اس کا کرم ہے کہ اس نے اس ضعیف و ناتواں کو موت سے پہلے اس بابرکت کورس میں شمولیت کا منفرد اعزاز بخشا۔ میرے جیسے مغرب زدہ مسلمان کا ایسی متبرک محفل میں اس طرح حاضر ہونا...... اس کریموں کے کریم کی شان ہی کا مظہر ہے۔ مجھے خود اعتبار نہیں آ رہا۔ لقا بعد!

ایک لمبی اننگز کھیل چکا ہوں اور الحمد للہ خوب کھیلی۔ بہت کچھ سیکھا سکھایا اور دیکھا دکھایا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جو حیثیت اس غیر معروف سند کی ہے وہ میری بڑی سے بڑی ڈگری کی بھی نہیں۔ کیونکہ اس سے بفضلِ تعالیٰ اور بشرطِ عمل میری عاقبت کے سنورنے کے امکانات روشن ہو گئے ہیں جو دنیوی gains کے مقابلے میں بدرجہا بہتر بھی ہیں اور مزید برآں لافانی بھی۔ ورنہ میں اب بھی بدستور بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۝ کی ڈگر ہی پر چل رہا ہوتا اور وہ جسے رب کائنات خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ۝ کہیں وہ میری نظر سے اوجھل ہی رہتا۔ (الاعلیٰ:87)

ہماری یہ پاکیزہ رفاقت اس لئے بھی اہم اور کارگر ثابت ہوئی کہ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے۔ رضا کارانہ اور دنیاوی منفعت سے بالا۔ کیا استادِ محترم اور کیا طلبہ' ''مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ'' کے جذبے سے سرشار اپنی خداداد صلاحیتیں' توانائیاں' وقت اور مال اپنے خالق و مالک کے دینِ متین کی احیاء کے لئے حتی المقدور پیش کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ عجیب بات تھی کہ جسے ایک قاعدہ سمجھ آ جاتا وہ اسے اپنے ساتھی تک پہنچانے کے لئے بے تاب نظر آتا۔ قاعدہ دونوں ہی اٹھا لیتے۔

ہماری اس کلاس میں جہاں پروفیسر صاحبان' ڈاکٹر صاحبان وغیرہ ہر ڈھنگ کے لوگ تھے وہاں میرے ساتھ ایک آٹھویں جماعت کا طالبعلم مسٹر راجہ بھی تھا۔ عمروں کے اس فرق کی طرح ہماری تعلیم اور قابلیت میں بھی کچھ کم فرق نہ تھا۔ یہاں میں اپنے استادِ محترم کی قابلیت' لگن اور مہارت کی داد دیئے بنا نہیں رہ سکتا جو فرداً فرداً ایک ایک پر اس کی استطاعت کے مطابق توجہ فرماتے اور اس کی تسلی کئے بنا اس سے جدا نہ ہوتے۔

ایسے لگتا ہے جیسے اس کاوش کی ہر شے ہی نرالی ہے۔ قرآن کی آیات' ان کا شانِ نزول اور مسنون دعائیں ہمیں چودہ صدیاں پیچھے اُس پُرکیف صحبت میں لے جاتے۔ نتیجتاً نمازوں میں جان پڑنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے چال ڈھال اور بود و باش میں بھی فرق نظر آنے لگا میرے لئے تو یہ سب ایک روحانی واردات (Experience) سے کم نہیں تھا۔

آپ جانتے ہی ہیں کہ ایسے کورس میں غیر حاضری ناقابلِ تلافی ہوتی ہے۔ ایک لمحے کی بے توجہی یا home work میں سستی ہو تو طالب علم اگلے روز ہی uneasy ہونے لگتا ہے اور اتنی سی لاپرواہی بھی قاتل ثابت ہوتی ہے۔

ایسے لگتا ہے جیسے اس کاوش کی ہر شے ہی نرالی ہے۔ عزم بالجزم اس کا طرہ امتیاز۔ قرآن کی آیات' ان کا شانِ نزول اور مسنون دعائیں ہمیں پندرہ صدیاں پیچھے اُس پُرکیف صحبت میں لے جاتے۔ نتیجتاً نمازوں میں جان پڑنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے چال ڈھال اور بود و باش میں بھی فرق نظر آنے لگا۔ الفاظ بے چارے عبادات بالخصوص دعاؤں کی اس کیفیت کو کس طرح بیان کریں۔ میرے لئے تو یہ سب ایک روحانی واردات (Experience) سے کم نہیں تھا۔ پھر کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ کا مفہوم: ''لگ پتہ جائے گا' اوئے لگ پتہ جائے گا'' ہی ٹھیک لگتا ہے۔

لگ بھگ ساٹھ سال سے یہ بات ذہن میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اسم اور فعل جب تک دونوں نہ ہوں فقرہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اب جو دیکھا کہ عربی شریف میں وہ فقرہ جو Capital letter سے شروع ہو اور Full stop پر ختم ہو' ایسی شے کا نام نشان ہی نہیں' تو سوئی ایسی اٹکی کہ ہلنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ پھر پتہ چلا کہ یہاں قاعدے تو بہت ہیں مگر Punctuation نام کی کوئی شے ہے ہی نہیں۔ کبھی دو آیات کے درمیان رکنا بھی معیوب گنا جاتا ہے اور ایک دو اسم باہم مل کے مکمل جملہ بنا لیتے ہیں۔ اُدھر اس کے ہر فعل میں ایک فاعل چھپا ہوتا ہے جو بوقتِ ضرورت ظاہر بھی ہو جاتا ہے۔

میں نے تو اب یہ بھی مان لیا ہے کہ قِ بمعنی ''بچا'' اپنے آپ میں ایک مکمل فقرہ ہے۔ جس کے ساتھ جمع متکلم کی ضمیر نَا اور ایک مرکب ملا دیں تو یہ ایک معروف دعا بن جاتی ہے ''وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ' ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

قرآن مجید میں مومن کی جمع کبھی مومنون آتی ہے اور کبھی مومنین۔ اسی طرح کافرون اور کافرین وغیرہ' سوچا کرتا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ ڈاکٹر صاحب ہی نے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفظ وامان میں رکھے' اس گتھی کو بھی درج ذیل فقروں سے خوب از بر کرایا:

قَتَلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْکَافِرِیْنَ

مسلمانوں ''نے'' کافروں'' کو'' قتل کیا''

قتل الکافِرِیْنَ الْمُسْلِمُوْنَ

مسلمانوں ''نے'' کافروں'' کو'' قتل کیا''

الکافِرِیْنَ قتل الْمُسْلِمُوْنَ

مسلمانوں ''نے'' کافروں'' کو'' قتل کیا''

ان فقروں میں اُوْنَ پر ختم ہونے والی الْمُسْلِمُوْنَ والی جمع مسلمانوں کی فاعلی حالت ہے' جبکہ اِیْنَ پر ختم ہونے والی الکافِرِیْنَ والی جمع کافروں کی مفعولی حالت کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس لیے ''نے'' اور ''کو'' کا اضافی لفظ اٹھائے بغیر اور دونوں اسموں کی ترتیب ایک سی نہ ہونے کے باوجود ان تینوں فقروں میں فاعل مسلمان ہی ہیں اور مفعول کافر۔ اسلام کی یہ تبدیلی اعراب کہلاتی ہے: یعنی اسماء کو عربی میں ڈھالنا۔

حاضرینِ محترم! آپ جانتے ہی ہیں کہ اعراب اور

ضمیروں کو جانے بغیر اسم کا سمجھنا ناممکن ہے اور اسم پر حاوی ہوئے بغیر عربی سیکھنے کا شوق کبھی پورا نہیں ہوسکتا۔ دراصل یہ نازک مگر اہم ترین نقطہ زیادہ مشکل اس لئے بھی بن جاتا ہے کہ اردو میں ہم نے اعراب کو زبر زیر پیش اور اوقاف ہی تک محدود رکھا ہے۔ جس طرح بستی بستے بستے ہی بستی ہے بالکل اسی طرح یہ معنوی فرق بھی نکلتے نکلتے ہی نکلتا ہے۔ میرے اساتذہ کرام جانتے ہیں کہ میری سوچ اب بھی یہاں الجھ جایا کرتی ہے۔

عربی زبان کی سب سے خوبصورت بات یہ ہے کہ اس کے ہر لفظ کا ایک سہ حرفی مادہ ہوتا ہے' جس تک رسائی ہو جائے تو بیسیوں الفاظ گرفت میں آجاتے ہیں۔ لغت کا استعمال بھی انہی کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ بس پھر کیا ہے معروف اور مجہول ہی نہیں ماضی' مضارع اور اس کے تغیرات' امرونہی اور طرح طرح کے اسماء بھی آپ کی دسترس میں ہیں۔ متعلقہ قواعد apply کرتے چلے جائیں اور عربی کے آپ ماسٹر ہیں۔

میں مانتا ہوں کہ ابواب سے پہلے مجھے ڈر لگا کرتا تھا مگر اساتذہ کی توجہ نے الحمدللہ یہ مشکل بھی آسان کر دی۔ مگر حروفِ علت اگر کہیں مادے میں آن ٹپکیں تو قواعد ان کی وہ گت بناتے ہیں کہ الامان۔ کبھی بلکہ عموماً وہ ہوتے ہوئے بھی نظر نہیں آتے۔ جو ساتھی کلاس میں باقاعدہ تھے اور گھر کے کام سے بھی غافل نہیں ہوئے انہوں نے تو ان کو بھی رام کر لیا تھا۔ اللہ جانے ان کے ہونے میں بھی کوئی حکمت ضرور ہے۔ ادھر بولنے میں ذرا رکاوٹ ہوئی ادھر وہ نکال باہر کیے گئے۔

اللہ تعالیٰ میرے والدِ محترم کو جنت میں اعلیٰ ترین مقام سے نوازے جنہوں نے مجھے قرآن سکھانے کی ابتدا کی اور بچپن ہی میں بیسیوں چھوٹی بڑی سورتیں حفظ کروائیں۔ آٹھویں جماعت میں تھا' یہ پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے' مولوی عبدالغنی صاحب مرحوم ومغفور نے کچھ گردانیں رٹوائیں۔ پھر میری اصل زندگی کے لگ بھگ چالیس سال غفلت میں گزرے حتیٰ کہ اس شعر نے مجھے چونکا دیا:

میں تو کافر ہوں میرے ہاتھ میں شیشہ ہے عدم
تو تو مومن ہے تیرے ہاتھ میں قرآں ہوتا

غیر سنجیدگی سے عربی سیکھنے کی متعدد بار کوشش کی۔ اسلامیات اور عربی کے پروفیسر صاحبان کی طرف رجوع کیا۔ جب Corespondance Courses بھی سندوں سے زیادہ کچھ نہ دے سکے تو تراجم کا رخ کیا۔ اللہ بھلا کرے بڑی محنت کی ہے مترجم حضرات نے مگر اللہ کے کلام کی ترجمانی کی نہ کوئی زبان ہی متحمل ہوسکتی ہے اور نہ کوئی مترجم۔ باہمی تقابل سے فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ وہ بات نہیں بنتی جس کا تقاضا علامہ اقبال کے والدِ گرامیؒ نے ان سے کیا تھا۔ ''بیٹا قرآن ایسے پڑھو جیسے وہ تم پر نازل ہو رہا ہو'' سنا ہے جب علامہ صاحب بھی تلاوت کرتے تو اس بے مثال کتاب کے اوراق آپ کے آنسوؤں سے بھیگ جایا کرتے تھے۔ ان کا یہ شعر ہر مسلمان کے پیش نظر رہنا چاہیے۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

صرف ایک آیہ مبارکہ پر اکتفا کر دوں گا جو اب بفضل تعالیٰ میری منزل ہونی چاہیے' کیونکہ اللہ تعالیٰ سچا مومن ایسے ہی اہل ایمان کو مانتے ہیں:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ......﴾

جن کے دل اللہ کا ذکر سن کے لرز جاتے ہیں۔

﴿وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا...... وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ٥﴾ (الانفال:2)

''جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔''

﴿اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ٥ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ٥﴾ (الانفال)

''اور وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے عطا کئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

آں کتاب زندہ قرآنِ حکیم
حکمتِ او لایزال است و قدیم
نسخۂ اسرار تکوین حیات
بے ثبات از قوتش گیرد ثبات

میرے محسن اور مربی پروفیسر افتخار احمد صاحب چشتیؒ نے گورنمنٹ کالج لائل پور کی کانووکیشن منعقدہ 1972ء میں اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا تھا:

''الکتاب کا مطالعہ نہ کیا تو جہالت کی تاریکی دور نہیں ہوگی۔''

یہی وہ کتاب ہے جو ہمیں
عقل سے عشق کی طرف'
خبر سے نظر کی طرف
قال سے حال کی طرف اور
جمود سے حرکت کی طرف لے جائے گی۔

اپنے خالق ومالک سے میری التجا ہے کہ قیامت کے روز اپنے اس قرآن کو ہمارے حق میں دلیل اور حجت بنانا' نہ کہ ہمارے خلاف۔

اس اکیڈمی کے روحِ رواں جناب خواجہ مشتاق کی نوازشات اور بروقت رسد ہم کیونکر بھولیں گے۔ اللہ احکم الحاکمین ہی انہیں اور ان کے معاونین کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین!

آخر میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی اور دستگیری فرمائے' اور ہمارے لئے دونوں جہانوں میں آسانیاں فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی ڈاکٹر MBBS/FCPS' پنجابی' رہائش لاہور' پابند احکام دین کے لئے پروفیشنل تعلیم یافتہ ان سروس یا کاروباری 34 تا 38 سال کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ فون: 0333-4543369

☆☆☆☆☆

☆ اسلام آباد کی رہائشی 26 سالہ' MCS' حافظ قرآن' الہدیٰ انٹرنیشنل سے ایک سالہ کورس' باپردہ بیٹی کے لئے ترجیحاً جٹ فیملی سے موزوں رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ فون: 4442556 (051)

☆☆☆☆☆

☆ بیٹی عمر 31 سال' اعلیٰ تعلیم یافتہ' ٹیچر' دینی مزاج اور شرعی پردہ کی حامل کے لئے دینی مزاج کے برسرروزگار لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے' تنظیم اسلامی سندھ سے متعلق رفیق کو ترجیح دی جائے گی۔
برائے رابطہ: 0300-3075881

☆☆☆☆☆

☆ رفیق تنظیم' اپنا کاروبار' تعلیم ایف اے' عمر 36 سال کو دوسری شادی کے لیے حافظ' عالمہ یا رجوع الی القرآن کورس کی فاضلہ کا رشتہ درکار ہے۔

☆ رفیق تنظیم کی ہمشیرہ' عمر 18 سال' حافظ' تعلیم مڈل کے لیے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔
رابطہ: محمد ایوب: 0320-4902059

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی ملتان شمالی کے ملتزم رفیق غلام مرتضیٰ خان دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے ہیں۔

☆ بہاولنگر کے رفیق صغیر احمد انصاری صاحب کی بیٹی فوت ہوگئی ہے۔

رفقاء واحباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے ناظم دعوت عامر خان کے والد اور والدہ علیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ سے نوازے۔ آمین!

تنظیم اسلامی علامہ اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا مودودی کے انقلابی فکر کو لے کر آگے بڑھ رہی ہے۔ **ڈاکٹر اسرار احمد**

اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے جان و مال سے جہاد کرنا ہوگا۔ **انجینئر نوید احمد**

دجالی تہذیب نے عورت کو گھر سے باہر نکال دیا ہے جس سے نظام عالم درہم برہم ہو رہا ہے۔ **خالد محمود عباسی**

جماعتی زندگی میں اخوت کا تقاضا ہے کہ اپنے ہم مقصد ساتھیوں کو اپنے آپ پر ترجیح دی جائے۔ **عاطف عماد**

قرآن مجید کی ہدایت سے محرومی اُن لوگوں کے حصے میں آتی ہے جو قرآن اور سنتِ رسول ﷺ میں تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ **مختار حسین فاروقی**

نیو ورلڈ آرڈر کے علمبردار اللہ کے سب سے بڑے باغی شیطان کے نظام کو دنیا پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ **حافظ عاکف سعید**

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کی مفصّل روداد

مرتب: فرقان دانش خان (نائب ناظم نشر و اشاعت)

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع فردوسی فارم سادھوکی میں اتوار 12 نومبر بعد نماز عصر تا منگل 14 نومبر 2006ء نماز ظہر منعقد ہوا۔ یہ اجتماع ایک سال کے وقفے سے ہوا۔ گزشتہ سال کشمیر اور سرحد کے زلزلے کے باعث اجتماع منسوخ کر کے تنظیم اسلامی نے امدادی کارروائیوں پر توجہ دی تھی۔ اجتماع 2006ء میں پورے ملک سے رفقاء تنظیم تشریف لائے۔ ناظم اجتماع جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کے انتظامات اور ان کے معاونین کی ان تھک محنت نے فردوسی فارم کے خوبصورت قطعہ کو منظم اجتماع گاہ میں تبدیل کر دیا تھا۔ اجتماع گاہ میں داخل ہوتے ہی ایک گائیڈ میپ لگا تھا، جس میں اجتماع کے تمام مقامات کی تفصیل اور رہنمائی موجود تھی۔ رہائش گاہوں کا عمدہ انتظام تھا۔ مکتبہ خدام القرآن، تنظیم اسلامی اور بیت الھدیٰ کے کتب کے سٹال بڑے قرینے سے سجے تھے۔ تنظیم اسلامی کے کتابوں کے سٹال کے پیچھے طبی امداد کا کیمپ تھا۔ سٹالوں کے مقابل دائیں ہاتھ پر استقبالیہ کیمپ لگا تھا۔ استقبالیہ سے کچھ آگے کھانے پینے کی اشیاء، چائے اور پھلوں کے سٹال لگے تھے۔ اس سے ذرا آگے طعام گاہ تھی۔ طعام گاہ سے متصل ذرا پیچھے گاڑیوں کی پارکنگ کا انتظام تھا۔ فردوسی فارم کے سبزہ زار میں اجتماع کے پروگراموں کا انتظام تھا، جہاں رفقاء آرام سے بیٹھ کر مقررین کو سن سکتے تھے۔ نماز کے اوقات میں اسی مقام پر باجماعت نماز ادا کی جاتی۔ وضو اور طہارت کے لیے بھی بہت عمدہ انتظامات کیئے گئے تھے۔ تمام رفقاء نے اجتماع کے حوالے سے بہترین منصوبہ بندی کی خوب تعریف کی۔ بلاشبہ ناظم اجتماع و دیگر ناظمین اور

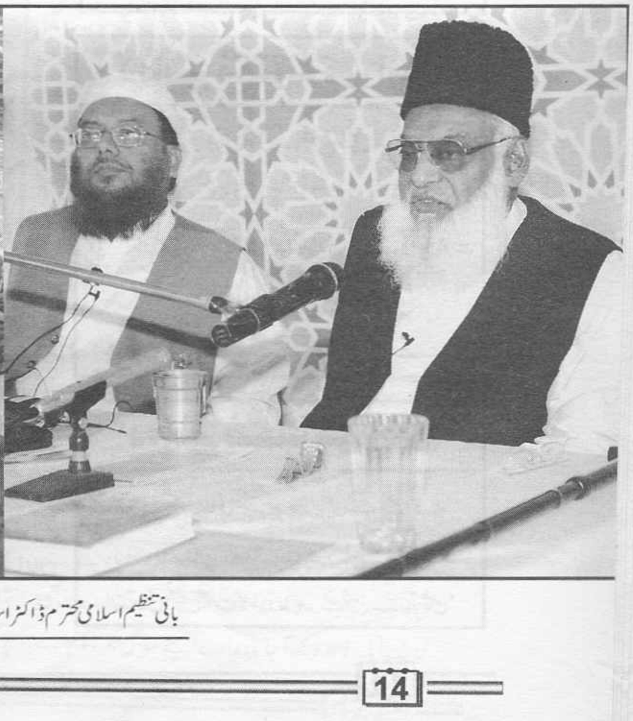

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد خطاب کر رہے ہیں جبکہ امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید ساتھ بیٹھے ہیں۔

معاون رفقاء اتنی خوبصورت بزم سجانے پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ذیل میں سالانہ اجتماع کے پروگراموں کی روداد پیش خدمت ہے۔

12 نومبر کے پروگرام

12 نومبر 2006ء کو نماز عصر کے بعد تلاوت قرآن حکیم سے سالانہ اجتماع کا آغاز ہوا۔ ناظم اجتماع ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے حاضرین کو اجتماع کے حوالے سے ہدایات دیں۔

امیر تنظیم اسلامی کا

افتتاحی خطاب

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے افتتاحی خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا نصب العین اللہ کو راضی کرنا ہے۔ خواہ دین کو خود پوری زندگی میں اختیار کرنا ہو، یا اُس کی دعوت دینا ہو، یا پھر غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد ہو یا عبادات کی ادائیگی' سب کا مقصد حصول رضائے الٰہی ہے۔ دنیا کی اس مختصر زندگی میں جو من چاہی زندگی چھوڑ کر رب چاہی زندگی اختیار کرے گا، وہ آخرت کی ہمیشہ والی زندگی میں کامیاب و کامران ہوگا۔ اس دنیا کی زندگی میں امتحان آئیں یا باطل قوتوں سے پنجہ آزمائی میں مشکلات پیش آئیں اُن پر صبر و استقامت ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ موجودہ مخدوش عالمی حالات میں فریضۂ اقامت دین کی ادائیگی کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کام کے لیے تندہی سے کمربستہ ہو جانا چاہیے۔

تعارفی نشست

اس کے بعد مرکزی ناظمین نے اپنا تعارف کروایا۔

جناب اظہر بختیار خلجی: ناظم اعلیٰ، تعلیم بی ایس سی، رجوع الی القرآن سے فارغ التحصیل، نوشہرہ سے تعلق، 1996ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ نے دو سال پہلے ہونے والے تنظیم اسلامی کے اجتماع کے حوالے سے تنظیم کی کیفیت کی تقابلی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اکتوبر 2004ء کے اجتماع کے وقت رفقاء کی تعداد 2745 تھی اور اب اللہ کے فضل و کرم سے یہ تعداد 4200 کے قریب پہنچ چکی ہے۔

جناب چوہدری رحمت اللہ بُٹر: ناظم دعوت، تعلیم ایم اے اسلامیات، تاسیسی رکن ہیں۔

جناب مختار احمد خان: مرکزی ناظم بیت المال ومحاسب، تعلیم بی اے، 86-1984 میں دو سالہ کورس کیا۔ 1982ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب ڈاکٹر عبدالسمیع: ناظم رابطہ بیرون پاکستان، فیصل آباد میں مقیم، ڈینٹل سرجن ہیں، پہلے سالانہ اجتماع سے تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب ایوب بیگ مرزا: ناظم نشر و اشاعت، تعلیم بی اے، 27 سال سے تنظیم میں شامل ہیں۔

جناب شاہد اسلم: ناظم تربیت، 1984 میں ابوظہبی میں تنظیم میں شامل ہوئے، 1994ء میں پاکستان آئے۔

اس کے بعد امراء و ناظمین حلقہ جات نے تعارف کرایا۔

جناب محمد فہیم: امیر حلقہ سرحد شمالی، تعلیم بی ایس سی آنرز، 1983 میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب خالد محمود عباسی: امیر حلقہ پنجاب شمالی، تعلیم گریجویشن، ضلع ایبٹ آباد سے تعلق، 1988ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

نماز مغرب کے باعث تعارف کا سلسلہ روک دیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد جناب چوہدری رحمت اللہ بُٹر نے ''فرد کے احتساب کی بنیاد اور مقصد بعثت انبیاء'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انھوں نے کہا کہ عہد الست (یعنی اللہ ہمارا رب ہے) ہر انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ تاہم جہالت کی بنیاد پر انسان اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کو حاجت روا سمجھ کر اُس کی بندگی اور فرمانبرداری کرنے لگتا ہے۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد یہی ہے کہ وہ انسان کو عہد الست یاد کرائیں اور اللہ کی بندگی پر تیار کریں۔ یہی عہد روز قیامت فرد کے احتساب کی بنیاد بنے گا۔

اس خطاب کے بعد امراء و ناظمین حلقہ جات کے تعارف کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا۔

جناب فتح محمد: امیر حلقہ سرحد جنوبی، تعلیم بی ایس سی، آرمی سے ریٹائرڈ، 1985 میں لاہور میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب شاہد رضا: ناظم حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن، تعلیم ایف اے اور الیکٹرانکس کا چار سالہ شپ انجینئرنگ کورس، 1992 میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب محمد رشید عمر: امیر حلقہ پنجاب غربی، تعلیم بی ایس سی، 1986ء میں جدہ میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب مختار حسین فاروقی: امیر حلقہ پنجاب وسطی، جھنگ سے تعلق، تعلیم بی ایس سی سول انجینئرنگ، 1985ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: امیر حلقہ لاہور ڈویژن، فوج سے ریٹائرڈ، رجوع الی القرآن کورس سے فارغ التحصیل، 1997ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب محمد منیر احمد: امیر حلقہ بہاولپور/ بہاولنگر، تعلیم بی اے ایل ایل بی

جناب سعید اظہر عاصم: امیر حلقہ پنجاب جنوبی، تعلیم ایم اے اکنامکس، 1989ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب غلام محمد سومرو: امیر حلقہ سندھ بالائی، تعلیم بی اے، 1986ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب سید محمد نسیم الدین: امیر حلقہ سندھ زیریں، 1985ء میں ابوظہبی میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

جناب راشد گنگوہی: امیر حلقہ بلوچستان، (علالت کے باعث شریک نہ ہو سکے)۔

تعارف کے بعد امیر محترم نے رفقاء کو سالانہ اجتماع کے پروگرام و ہدایات پر مشتمل بروشر کے مطالعہ کی ترغیب دی۔ کھانے، پینے، سونے وغیرہ کے آداب کا خیال رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اذکار مسنونہ اور مختلف مواقع کی مسنون دعاؤں کے اہتمام کی طرف توجہ دلائی۔

امانت داری اور عہد کی پاسداری

مقرر: اعجاز لطیف

اس کے بعد جناب اعجاز لطیف نے ''امانت داری اور عہد کی پاسداری کا احساس'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ امانت داری اور عہد کا پورا کرنا، ایمان کا لازمی تقاضا ہے جبکہ منافق، خائن اور وعدہ خلاف ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث میں امانت میں خیانت اور وعدہ توڑنے کی سخت مذمت آئی ہے بلکہ ایسے شخص کے دین و ایمان کی نفی کر دی گئی ہے۔ کیونکہ انسان کی ساری زندگی ملازمت، شادی، کاروباری شراکت وغیرہ جیسے بے شمار معاہدوں سے عبارت ہے۔ اگر انسان ان معاہدوں کو پورا نہ کرے تو معاشرے میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد نماز عشاء کا وقفہ ہوا۔ نماز کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر رفقاء آرام کے لیے چلے گئے۔

13 نومبر کے پروگرام

سوموار 13 نومبر 2006ء نماز فجر کے بعد جناب شفاء اللہ نے درس قرآن دیا۔ درس کے بعد ناشتے اور اجتماع کی تیاری کے لیے وقفہ ہوا۔

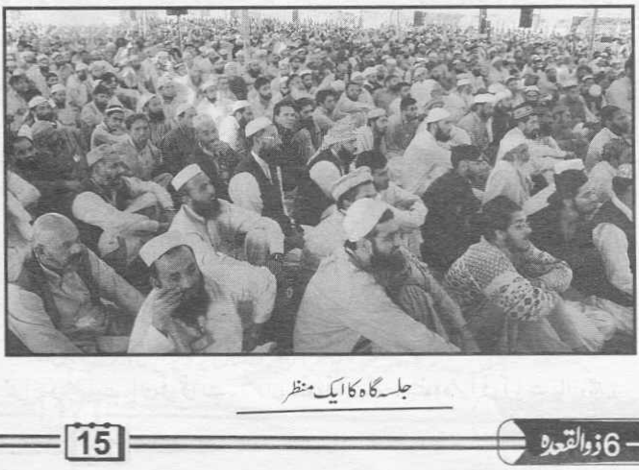

جلسہ گاہ کا ایک منظر

(دائیں سے بائیں) امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید' عبدالرزاق' اظہر بختیار خلجی' ڈاکٹر غلام مرتضیٰ اور انجینئر نوید احمد خطاب کر رہے ہیں۔ سامعین ہمہ تن گوش بیٹھے ہیں۔

اسلام اور سیکولرازم مقرر: ڈاکٹر عبدالسمیع

صبح ساڑھے آٹھ بجے پہلی نشست کا آغاز ہوا۔ جناب ڈاکٹر عبدالسمیع نے ''اسلام اور سیکولرازم'' کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک مکمل دین ہے۔ دین انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی تمام گوشوں کو محیط ہوتا ہے۔ اسلام ہر شعبۂ زندگی میں رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام اللہ کی حاکمیت کا تصور دیتا ہے جبکہ سیکولرازم کا مطلب یہ ہے کہ سیاسی سطح پر مذہب کا کردار تسلیم نہ کیا جائے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق سیکولرازم کی بنیاد یہ ہے کہ خیر اور شر یعنی کیا صحیح ہے اور کیا غلط کی تمیز کے لئے مذہب کو معیار نہ بنایا جائے' نیز نظام تعلیم سے مذہب کو نکال دیا جائے۔ اسلام میں ایمان یا عقیدہ کی اصل اہمیت ہے جبکہ سیکولرازم اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ ایمان ایک ایسی لائن ہے جو مومن کو کافر سے الگ قرار دیتی ہے۔ یہ سیکولر ذہنیت کی عکاسی ہے کہ ہم مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی تعریف کرتے ہیں۔ از روئے دین یہ طرز عمل درست نہیں۔ دور حاضر میں سیکولرازم سے مراد یہ ہے کہ قانون سازی میں انسان کسی آسمانی ہدایت کا پابند نہ ہو۔ بلاشبہ سیکولرازم دور حاضر کا بہت بڑا شرک ہے۔

قرآن حکیم: کتاب ایمان وانقلاب مقرر: ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی

جناب ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی نے ''قرآن حکیم: کتاب ایمان و انقلاب'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن حکیم چونکہ اللہ کا کلام ہے اس لیے یہ ایک زندہ کتاب ہے۔ اسی قرآن سے وابستگی میں ہماری نجات اور اخروی فلاح ہے۔ قرآن ہمیں کفر والحاد کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے۔ قرآن شک اور ریب کے کانٹوں کو یقین کے پھولوں میں تبدیل کرتا ہے۔ قرآن میں ہر دور کے لیے رہنمائی ہے۔ قرآن باطن کے اندر جو ایمان پیدا کرتا ہے وہ اندر کا انقلاب ہے۔ اور اسی طرح وہ باہر کی زندگی میں بھی انقلاب کا داعی ہے۔ قرآن اللہ کی حاکمیت کی بات کرتا ہے۔ یہ استحصال سے پاک معیشت کے قیام کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ معاشرتی سطح پر مساوات کا علمبردار ہے۔ اسلام جنگ اور امن کے قوانین دیتا ہے۔ میدان کارزار ہو یا پارلیمنٹ، عدلیہ ہو یا انتظامیہ، دوست ہو یا دشمن' زمین کے معاملات ہوں یا کرنسی کے، سرمایہ دار اور زمیندار ہوں یا محنت کش اور کسان' مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام' ان سب کے لیے اللہ کے دین کی عادلانہ رہنمائی موجود ہے۔ قرآن ان تمام شعبوں میں اللہ کی ہدایت کو لاگو کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہی حقیقی انقلاب ہے جو قرآن کے ذریعے نبی اکرم ﷺ نے عرب میں برپا کیا۔

جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کے تقاضے مقرر: انجینئر نوید احمد

انجینئر نوید احمد نے ''اسلامی تحریک میں جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کے تقاضے'' پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اقامت دین کی جدوجہد بنیادی دینی فرائض میں شامل ہے۔ اس کے لیے جدوجہد کرنا مقاصد نبویؐ کی تکمیل ہے، جس کے لیے اجتماعیت اختیار کرنا لازمی شرط ہے۔ وعظ ونصیحت یا الیکشن کے ذریعے نظام کی تبدیلی ممکن نہیں بلکہ اللہ کے نظام کے غلبے کے لیے جان ومال سے جہاد کرنا ہوگا۔ نظام زکوٰۃ دلوں سے مال کی محبت مٹانے کا بہترین فارمولہ ہے۔ اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرنے والوں کی قرآن وحدیث میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ انھوں نے رفقاء کے سامنے وہ قرآنی آیات بیان کیں جن میں جان اور مال سے جہاد کا حکم یا ترغیب آئی ہے۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔

صراط مستقیم مقرر: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

دوسری نشست میں جناب ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے ''صراطِ مستقیم'' کے عنوان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ صراطِ مستقیم یہ ہے کہ دلی طور پر ایمان لایا جائے اور پھر ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔ ایمان کا تقاضا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک نبی اکرم ﷺ کو حکم مان کر اُن کے فیصلوں کو دلی طور پر تسلیم نہ کر لے۔

فتنۂ دجالیت کا آخری مرحلہ: فتنة النساء مقرر: خالد محمود عباسی

جناب خالد محمود عباسی کی گفتگو کا عنوان تھا: ''فتنہ دجالیت کا آخری مرحلہ فتنة النساء''۔ اُنھوں نے کہا کہ دنیا زیب زینت کا ایک سمندر ہے جس میں انسان کو بطور آزمائش ڈال دیا گیا ہے۔ اس سمندر سے اپنے دامن کو ایک حد تک تر کرنے کی اجازت ہے۔ جو اللہ اور رسول ﷺ کی قائم کردہ حدود سے بڑھ گیا وہ فتنے میں مبتلا ہو گیا۔ اللہ نے عورت کو زینت عطا فرمائی ہے، اس اعتبار سے عورت مرد کے لیے ایک آزمائش ہے۔ لیکن اسلام میں عیسائیت کے تصور کے مطابق عورت کمتر نہیں بلکہ مرد اور عورت اپنے اپنے الگ دائرہ کار میں اللہ کے سامنے جوابدہ ہیں۔ غیرت مرد کا اصل زیور ہے جبکہ عورت کی اصل فطرت شرم وحیا ہے۔ مرد اور عورت کو اس فطرت سے بیگانہ کرنے والی چیز انگریز کا دیا ہوا نظام تعلیم ہے۔ مغربی تہذیب جس نے کلمۂ خبیثہ سے جنم لیا ہے، اس نے عورت کو خباثت کے آخری درجے تک پہنچا دیا ہے۔ موجودہ دجالی دور میں عورت کی سرشت اور عادت کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ عورت کے لیے اصل حکم گھر میں قرار پکڑنا ہے۔ اس دجالی دور میں سوائے کسی شرعی مجبوری کے عورت کا دعوت وتبلیغ کے لیے بھی گھر سے نکلنا درست نہیں۔ مگر افسوس کہ دجالی تہذیب نے عورت کو گھر سے باہر نکال دیا ہے، جس سے نظام عالم درہم برہم ہو رہا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ دجالی تہذیب سے سب سے زیادہ خطرہ اہل ایمان کو ہے۔

اس کے بعد نماز ظہر اور طعام وآرام کا وقفہ ہوا۔ نماز عصر کے بعد تیسری نشست کا آغاز ہوا۔

درخشاں ستارے مقرر: نبی محسن

جناب نبی محسن نے عنوان ''درخشاں ستارے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ ؓ نے نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی میں دنیا کا عظیم ترین انقلاب برپا کیا۔ صحابہ کرام ؓ کی زندگیوں میں قیامت تک ہمارے لیے اُسوہ موجود ہے۔ صحابہ کرام ؓ درخشاں ستاروں کی مانند ہیں۔ انھوں نے صحابہ کرام ؓ کی سیرت کے واقعات سے حکمرانوں اور عوام کی مختلف طبقات کے لیے قابل تقلید مثالیں بیان کیں۔

نماز مغرب کے بعد خطابات کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا۔

تزکیہ نفس اور قیام اللیل مقرر: خالد شفیع

جناب خالد شفیع نے ''تزکیہ نفس اور قیام اللیل'' پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن حکیم اور حدیث نبویہؐ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرمؐ نے کس طرح صحابہ کرام ؓ کی تربیت فرمائی۔ آپؐ نے صحابہ کرام کی تربیت کے لیے کوئی خانقاہ قائم کی نہ ہی تزکیہ کے لیے مشقیں وریاضتیں کروائیں۔ صحابہ ؓ کی راتیں سجدوں اور قیام میں گزرتی تھیں کیونکہ یہی

وقت ہے جب ایک بندۂ مومن تنہائی کے عالم میں کھڑے ہو کر اللہ سے لو لگائے اور قرآن کو اپنے اندر اتارے تاکہ اس کے نفس کا تزکیہ ہو۔ تنظیم اسلامی حاملین قرآن کی جماعت ہے۔ اللہ کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے ہمیں اس جماعت سے منسلک کیا۔

عالم اسلام پر دجالیت کا آخری حملہ

(بانی تنظیم کا خطاب بذریعہ ویڈیو)

جناب خالد شفیع کے خطاب کے دوران بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد تشریف لے آئے۔ اُنھیں دیکھ کر رفقاء بہت مسرور ہوئے۔ اس موقع پر 7 مئی 2006ء کو قرآن آڈیٹوریم لاہور میں ہونے والے خطاب ''عالم اسلام پر دجالیت کا آخری حملہ'' کی ویڈیو دکھائی گئی۔ اس خطاب میں بانی تنظیم اسلامی نے فرمایا کہ دجالیت کا آخری حملہ اللہ اور رسولؐ میں تفریق کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ قرآن حکیم نے نبی اکرم ﷺ کی اطاعت سے انکار کو کفر قرار دیا ہے۔ دجالی فتنہ کا اصل ہدف اسلام کی بچی کھچی اقدار کا خاتمہ ہے۔ اس کے لیے اللہ اور رسولؐ میں تفریق کو ذریعہ بنایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کی رسالت سے انکار کا فتنہ منافقین کے طرز عمل سے شروع ہوا۔ اس فتنے کا ایک کلائمکس برصغیر میں اکبر کے دین الٰہی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جس میں کہا گیا کہ نبوت محمدی کا دور ختم ہوا۔ اس فتنے کا توڑ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کیا۔ انگریز کی برصغیر میں آمد کے وقت راجہ رام موہن رائے نے برہمو سماج کے نام پر اس فتنے کو آگے بڑھایا۔ اس کے بعد گاندھی نے متحدہ قومیت کے نام پر فتنہ انکار حدیث کو فروغ دیا۔ بعد ازاں سر سید احمد نے استخفافِ حدیث کے فتنے کو پروان چڑھایا۔ دور حاضر میں غلام احمد پرویز نے بڑے منظم انداز میں اس فتنے کی اشاعت کی۔ اس نے سنت اور حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھنے کی ضرورت پر زور دیا۔

یہ فتنہ آج بھی جاری و ساری ہے۔ اور امریکہ کی پشت پناہی میں بڑی شدومد سے اسلامی تہذیب پر حملہ آور ہو رہا ہے' تاکہ اسلامی تہذیب کی بیخ کنی کی جا سکے۔ دجالیت کا پہلا حملہ سیکولرازم کی صورت میں سیاسی نظام پر ہوا اور اللہ اور مذہب کو سیاسی معاملات سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد معاشی سطح پر سودی معیشت کے ذریعے دجالیت کا انسانیت پر دوسرا حملہ ہوا۔ اب دجالیت کا اگلا ہدف اسلامی تہذیب ہے۔ کیونکہ اسلامی معاشرے کی بچی کھچی اقدار سے دجالیت کو خطرہ ہے۔ اس فتنے سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ سنت رسولؐ اور شریعت پر سختی سے کاربند ہوا جائے اور دین کو قائم کرنے کی جدوجہد میں اپنی جان و مال لگایا جائے۔ دجالیت کا توڑ یہ ہے کہ کسی ایک ملک میں اسلامی نظام کو قائم کر کے دنیا کو اسلام کی برکات کا مشاہدہ کرا دیا جائے۔ پھر ساری دنیا خود اس کی طرف لپکے گی۔
بانی تنظیم نے اپنے خطاب کا پورا ویڈیو بڑی دلچسپی سے دیکھا۔

بانی تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے تاثرات

خطاب کی ویڈیو کے بعد بانی تنظیم نے اجتماع کے حوالے سے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کے انقلابی فکر کی تہذیب کا آغاز اقبال سے ہوا تھا۔ اُن کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد اس فکر کو میدان میں لے کر آئے، پھر مولانا مودودی نے اس کام کے لیے جماعت اسلامی قائم کی، لیکن وہ الیکشن کی دلدل میں پھنس گئی۔ اب اس فکر کو لے کر تنظیم اسلامی نے اپنا سفر شروع کر رکھا ہے۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میرا لگایا ہوا باغ پھل پھول رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ اس چمن کو پروان چڑھائے۔ آج ضرورت اس انقلابی فکر کو قائم رکھنے کی ہے' جسے تنظیم اسلامی نے محفوظ و عام کیا ہے۔

نماز عشاء کے بعد کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔

14 نومبر کے پروگرام

منگل 14 نومبر 2006ء نماز فجر کے بعد جناب عبدالسلام عمر نے درس حدیث دیا۔

داعیانہ کردار کے تقاضے

مقرر: شاہد اسلم

ناشتے کے بعد صبح ساڑھے آٹھ بجے جناب شاہد اسلم نے ''داعیانہ کردار کے تقاضے'' پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہماری دعوت غلبہ اسلام کی دعوت ہے۔ اس کے تقاضے دیگر دعوتوں سے مختلف ہیں۔ لہٰذا غلبہ اسلام کے داعی کا کردار بھی مختلف ہونا چاہئے۔ داعی کے گفتار و کردار میں تضاد نہیں ہونا چاہئے۔

بات تو کردار کی ہے ورنہ عارف
قد میں تو سایہ بھی انسان سے بڑا ہوتا ہے

داعی کو دین کے لیے ہر طرح کے ایثار و قربانی کے لیے تیار رہنا چاہئے، جیسے انبیاء اور خاتم الانبیاء نے دین کے لیے طرح طرح کی آزمائشیں جھیلیں۔

جماعتی زندگی میں ایثار و اخوت

مقرر: عاطف عماد

جناب عاطف عماد نے ''جماعتی زندگی میں ایثار و اخوت'' کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اخوت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے ہم مقصد ساتھیوں کو خود پر ترجیح دی جائے اور اُن کے لیے ہر طرح کے ایثار و قربانی کے لیے تیار رہا جائے۔ اُنھوں نے کہا کہ اہل ایمان کے ایثار و اخوت میں ایک بڑی رکاوٹ اُن رشتے داروں کے ساتھ قلبی محبت اور تعلق ہے جو اللہ اور رسولؐ کے مخالف ہوں۔ لہٰذا اگر رشتہ دار اللہ کے نافرمان ہوں تو ان سے قلبی تعلق نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کے کسی غلط کام میں شریک ہوا جائے گا۔ البتہ ان سے صلہ رحمی اور ان کے حقوق کی ادائیگی برقرار رہے گی۔

دعوت دین کی اہمیت

مقرر شجاع الدین شیخ

جناب شجاع الدین شیخ نے ''دعوت دین کی اہمیت و فرضیت'' پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دعوت کا مقصد لوگوں کو اللہ سے جوڑنا اور دعوت دین کا ہدف اقامت دین ہونا چاہئے۔ اس فریضے کی ادائیگی کے لیے انبیاء کرام کو مبعوث کیا گیا۔ نبی اکرمؐ کے بعد اس فریضے کی ادائیگی میں آپؐ کی پوری امت کو شامل کر لیا گیا۔ اب دعوت دین ہم سب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے۔ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔'' نبی اکرمؐ نے اس ذمہ داری کو امت کی طرف منتقل کرتے ہوئے فرمایا: ''پہنچا دو میری طرف سے خواہ ایک آیت ہی ہو'' اسی طرح فرمایا: ''خوش و خرم رہے میرا وہ امتی جس نے میری بات کو سنا اور آگے پہنچایا۔''

سوال و جواب کی نشست

اس کے بعد بانی تنظیم سے سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ (یہ سوال و جواب ندائے خلافت کے مستقل سلسلے ''تفہیم المسائل'' کے تحت شائع کیے جا رہے ہیں۔)

اجتماع کے شرکاء مکتبہ خدام القرآن کے سٹال پر خریداری کر رہے ہیں۔

زلزلہ متاثرہ علاقوں میں تنظیم کی امدادی سرگرمیاں: رفقائے تنظیم کے تاثرات

سوال وجواب کے بعد جناب طاہر سلیم مغل نے مظفر آباد میں زلزلے کے حوالے سے تنظیم اسلامی کی خدمت خلق کی سرگرمیوں کی تفصیل سنائی۔ اُنھوں نے کہا کہ رفقائے تنظیم کے ہمدردانہ رویے کے باعث مظفر آباد میں رفقاء کی تعداد 25 سے بڑھ کر 125 ہوگئی۔

پونے بارہ بجے پر امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید نے مبتدی رفقاء سے اجتماعی بیعت لی۔ اس موقع پر اعلان کیا گیا کہ ملتزم رفقاء سے بیعت امیر محترم کے دوروں کے دوران ہی اُن کے حلقوں میں لی جائے گی۔

بیعت کے بعد رفیق تنظیم شاہ نواز نے بتایا کہ تنظیم اسلامی نے میرے ایک جاننے والے کو کشمیر میں زلزلے کے بعد چند گھنٹوں میں بروقت امداد پہنچائی۔ رفیق تنظیم انوار الحق کیانی نے بتایا کہ زلزلے کے بعد تنظیم کی خدمات کے باعث اب کشمیر میں دوسری دینی جماعتوں کی طرح ہماری آواز بھی معتبر ہوگئی ہے۔ ایک رفیق تنظیم نے کہا کہ ہم سڑک سے بہت دور رہتے تھے' جہاں پر امداد پہنچنا بہت مشکل تھی۔ تین دن تک میں اور میرا بھائی فوت شدگان کی تجہیز وتکفین میں مشغول رہے۔ چوتھے دن راولپنڈی کے رفقائے تنظیم کو اپنے پاس دیکھ کر ہم اُن کی جرأت وہمت پر حیران رہ گئے۔ اب وہاں کے لوگ تنظیم کی دعوت میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ نے بتایا کہ تنظیم اسلامی نے امدادی سرگرمیوں کے دوران کوئی تشہیری بینر نہیں لگائے۔ یہ سارا کام رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کیا گیا۔

رفقائے تنظیم کے تاثرات بیان کروانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ جن رفقاء نے اس کارخیر میں مالی تعاون کیا اُنھیں معلوم ہو سکے کہ اُن کا انفاق ضرورت مندوں تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اللہ تنظیم کے رفقاء کی خدمات پر اُنھیں بھرپور جزائے خیر عطا فرمائے۔

امیر تنظیم اسلامی

محترم حافظ عاکف سعید کا اختتامی خطاب

امیر محترم نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا:

دورِحاضر کا سب سے بڑا فتنہ سیکولرازم ہے۔ آج نیو ورلڈ آرڈر کے علمبرداروں کا نعرہ ہے کہ دنیا کا نظام ہم خود چلائیں گے۔ وہ اللہ کے احکامات کی پابندی کرنے کو تیار نہیں بلکہ اللہ کے سب سے بڑے باغی شیطان کے نظام کو نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ نے ہمیں باطل نظام کی بیخ کنی اور اللہ کے دین کی اقامت کے لیے منتخب کیا ہے۔ ہم نے اگر اس فریضے کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو اللہ کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔ ہمیں اپنے رب کی رضا کے لیے ہر حال میں یہ کام کرنا ہے اور دنیا کے کسی طعن کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ انہوں نے عالمی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ فیئر الیکشن کے مطالبے سے حکومت کو بلیک میل کر رہا ہے تاکہ حکمرانوں کے ذریعے دینی قوتوں کے خلاف کریک ڈاؤن اور اسلامی اقدار کو زیادہ سے زیادہ پامال کروا سکے۔ اُنھوں نے کہا کہ حکمران خواہ کتنا ہی امریکہ کے سامنے جھک جائیں اُس کا سب سے بڑا ہدف ایٹمی پاکستان ہے۔ موجودہ حالات میں صرف اللہ ہی کی مدد سے دشمن کی سازشوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اللہ کی مدد کے حصول کے لیے ہمیں قیام پاکستان کے وقت کیے گئے وعدے کے مطابق یہاں اسلامی نظام قائم کرنا ہوگا۔

اجتماع کے اختتام پر امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اجتماعی دعا کروائی، جس میں اسلام کی سربلندی، پاکستان میں نفاذِ اسلام اور ملک وملت کی سلامتی کے لیے دعائیں مانگی گئیں۔

ان شاء اللہ العزیز **حلقۂ خواتین تنظیم اسلامی لاہور** کا

سالانہ اجتماع عام

2 دسمبر بروز ہفتہ 2006ء بمطابق 9 ذی قعدہ 1427ھ

صبح 9:30 تا 4 بجے سہ پہر

بمقام: **قرآن کالج آڈیٹوریم**

191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور منعقد ہوگا

اس موقع پر ان شاء اللہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بانی تنظیم اسلامی کا خطاب بھی متوقع ہے۔ آپ

"آزادئ نسواں: دورِ حاضر کا ایک بہت بڑا فتنہ"

کے موضوع پر اظہار خیال فرمائیں گے

مزید برآں اہم دینی موضوعات پر خواتین کی تقاریر ہوں گی

خواتین کو شرکت کی عام دعوت ھے

☆ مقررہ وقت پر تشریف لا کر بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

☆ برائے مہربانی بچوں کو ہمراہ نہ لائیں۔

المعلنہ: ناظمہ حلقہ خواتین تنظیم اسلامی پاکستان

مرکزی دفتر: قرآن اکیڈمی' 36 کے' ماڈل ٹاؤن لاہور'

فون: 03-5869501' 6304338

مبتدی و ملتزم تربیت گاھیں

بمقام: مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو' لاہور

10 دسمبر' (بروز اتوار نماز عصر) تا 16 دسمبر (بروز ہفتہ) 2006ء منعقد ہو رہی ہیں۔ (ان شاء اللہ)

زیادہ سے زیادہ مبتدی وملتزم رفقاء ان میں شامل ہوں۔ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت

رابطہ: 6366638,6316638 0321-7061586

شیخ رشید احمد کا یوٹرن یا......؟

م۔ س کے قلم سے

وہ جو کہتے ہیں کہ چور چوری سے جاتا ہے' ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ یہ مثال شیخ رشید پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ وہ پرویز مشرف کی حکومت میں وزیر اطلاعات تھے اور اس حوالے سے حکومت کے نفس ناطقہ تھے۔ وزیر اطلاعات ہونے کا یہ فائدہ رہتا ہے کہ ان کے بیانات کی اخبارات خوب تشہیر کیا کرتے ہیں۔ کیوں نہ کریں کہ اگر ایسا نہ ہو تو حکومتی اشتہارات کے بند ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ لہٰذا کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جب ان کا کوئی بیان اخبارات میں شائع نہ ہو۔ شیخ جی کا کمال یہ ہے کہ وہ بڑے گرما گرم' طنزیہ اور چٹکلے دار بیانات داغتے رہتے تھے۔ قارئین بھی ان کے بیانات سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ عین اس وقت جب ان کا سورج نصف النہار پر تھا' انہیں وزارت اطلاعات سے فارغ کر دیا گیا اور وہ وزیر ریلوے بنا دیئے گئے۔ گویا کہ ان کی وزارت پٹڑی سے اتر گئی۔ کچھ دنوں تو خاموشی رہی' پھر محکمۂ ریلوے کے حوالے سے ان کے کچھ بیانات منظر عام پر آئے لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنے محکمے کے کاموں سے فارغ ہو چکے ہیں' لہٰذا آج کل ان کے بیانات میں وہی رنگ نمایاں نظر آتا ہے جو کسی وزیر اطلاعات کے بیانات میں ہوتا ہے۔ کوئی ان سے نہیں کہتا کہ تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔

شیخ صاحب کے اپوزیشن سے چھیڑ خانی پر مشتمل بیانات شائع ہوتے ہی رہتے ہیں۔ حال ہی میں ان سے منسوب ایک ایسا بیان ایک خبر رساں ایجنسی نے اخبارات کو جاری کیا' جس کو پڑھ کر یقین نہیں آ رہا ہے کہ یہ ان کا اپنا بیان ہو۔ پہلے وہ خبر ملاحظہ فرمالیجئے:

"راولپنڈی (این این آئی) وفاقی وزیر ریلوے شیخ رشید احمد نے کہا ہے کہ پاکستان کو امریکہ کے پیچھے لگنے کی ضرورت نہیں۔ امریکہ سپر پاور نہیں بلکہ سپر پاور اللہ تعالیٰ ہے۔ امت مسلمہ کڑے دور سے گزر رہی ہے۔ اگر اس موقع پر بھی پاکستان نے بزدلی کا مظاہرہ کیا تو کوئی اور مسلمان ملک بڑا کام کر جائے گا۔ وہ اتوار کو دربار عالیہ عیدگاہ شریف میں اتحاد بین المسلمین کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ دین کی موجودہ صورتحال لمحۂ فکریہ ہے۔ یہودی منظم سازش کے تحت امت مسلمہ کو آپس میں لڑا رہے ہیں۔ امریکہ کو عراق و افغانستان میں اور اسرائیل کو فلسطین میں ناکامی ہوئی۔ دونوں اقوام عالم میں بری طرح رسوا ہوئے ہیں۔ پوری دنیا کے مسلمانوں نے امریکہ کی پالیسیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو مسلمان مکہ' مدینہ' عراق' افغانستان' فلسطین اور کشمیر میں ہیں وہ سب ہمارے بھائی ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو سوئی بھی چبھ جائے تو اس کا درد پوری اُمت مسلمہ کو ہوگا۔ فتح' شکست' زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

یقین نہیں آتا کہ یہ اسی شیخ رشید کا بیان ہے جو کل تک کہا کرتے تھے کہ اگر ہم امریکہ کا ساتھ نہ دیتے تو وہ ہمیں تورا بورا بنا دیتا اور یہ کہ اگر ہم وزیرستان میں فوجی کارروائی نہ کرتے تو امریکہ خود یہ کارروائی کرتا۔ ان کی جانب سے اتنا بڑا یوٹرن؟

> **شیخ رشید کے ماضی کے بیانات کے پس منظر میں یہ بیان بڑا عجیب دکھائی دیتا ہے کہ "پاکستان کو امریکہ کے پیچھے لگنے کی ضرورت نہیں۔ امریکہ سپر پاور نہیں بلکہ سپر پاور اللہ تعالیٰ ہے۔ امت مسلمہ کڑے دور سے گزر رہی ہے۔ اگر اس موقع پر بھی پاکستان نے بزدلی کا مظاہرہ کیا تو کوئی اور مسلمان ملک بڑا کام کر جائے گا۔"**

اسے کہتے ہیں کہ "صحبت صالح ترا صالح کند' صحبت طالح ترا طالح کند۔" صالحین کی محفل میں صحبت طالح کا ظہور واقعی اللہ کی شان ہے۔ ان کے اس یوٹرن کے بارے میں اب اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ لگتا ہے کہ صحبت صالحین نے انہیں صحبت طالعین کے اثرات سے یوٹرن لینے پر مجبور کر دیا ہے۔

لیکن پھر وہی بات سامنے آتی ہے کہ چور چوری سے جاتا ہے ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ شیخ جی میں اتنی بڑی تبدیلی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ انہوں نے اس محاورے پر عمل کیا ہو کہ "چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی"۔ صالحین کی مجلس میں امریکہ کو سپر پاور وہ کیسے قرار دے سکتے تھے۔ وہاں تو لامحالہ اللہ تعالیٰ ہی کو سپر پاور قرار دینا تھا۔ سو یہ کام انہوں نے کر دیا ہو۔ ویسے بات تو انہوں نے درست کہی ہے کہ سپر پاور امریکہ نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اُن کے ماضی کے بیانات کے پس منظر میں یہ بیان پڑھ کر ذہن سورۃ المنافقون کی طرف منتقل ہوا جس میں نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا ہے کہ جب یہ منافق آپؐ کے پاس آتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ آپؐ اس کے رسول ہیں اور وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔ لہٰذا اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ضروری نہیں کہ جو شخص سچی بات کہہ رہا ہو وہ لازماً خود بھی سچا ہو۔

خدانخواستہ میرا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ شیخ جی کی صداقت پر شبہ کروں یا انہیں منافقین کے زمرے میں شامل کروں۔ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو منافق قرار نہیں دے سکتا کیونکہ یہ باطن کا معاملہ ہے اور کوئی کسی کے باطن کے اندر جھانک کر نہیں دیکھ سکتا۔ خود حضور اکرم ﷺ نے' اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر منافقین کے نام ظاہر بھی کر دیئے تھے' ان ناموں کو عام نہیں کیا۔ البتہ حضرت حذیفہؓ کو اس معاملے میں اپنا راز دار ضرور بنایا تھا اور انہیں تاکید کر دی تھی کہ وہ کسی اور پر یہ راز ظاہر نہ کریں۔ نفاق کے بارے میں صرف منافق ہی نچنت ہوتا ہے۔

مومن کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ہر دم اپنا جائزہ لیتا رہے کہ کہیں منافقت کا کوئی عنصر اس میں شامل تو نہیں ہو گیا۔ کیونکہ ایمان مومن کا سرمایہ ہوتا ہے اور نفاق ایمان کو ضائع کر دیتا ہے۔ لہٰذا کوئی مومن نفاق کے بارے میں نچنت نہیں ہو سکتا۔ نفاق کی جو علامتیں قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں ان میں جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ظاہر کرنے کے لئے اس پر قسمیں کھانا اور اپنے مومن ساتھیوں سے نفرت کرنا شامل ہیں۔ منافقین کے رویہ سے اُن کا نفاق کھل کر سامنے آ جاتا ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنھم جن کے ایمان کی گواہی اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں اس طرح دی ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر و فسق اور نافرمانی سے تمہیں متنفر کر دیا" وہ بھی اس سے خائف رہتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نفاق کا کوئی شائبہ بھی ان کے اندر پیدا ہو۔ اس حوالے سے ایک واقعہ سیرت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ یہ الفاظ دہراتے ہوئے جا رہے تھے کہ حنظلہ منافق ہو گیا! حنظلہ منافق ہو گیا۔ راستے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے حضرت حنظلہؓ سے دریافت فرمایا کہ معاملہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں ہوتا ہوں تو میری دلی کیفیت اور ہوتی ہے اور جب میں ان کی مجلس سے اٹھ کر دنیاوی امور میں لگ جاتا ہوں تو کیفیت اور ہوتی ہے۔ یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ایسا تو میرے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ آؤ' حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کیفیت بیان کرتے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے ان کا سارا ماجرہ سنا تو ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے دل کی کیفیت میری مجلس سے اٹھ جانے کے بعد بھی وہی ہو جو میرے سامنے ہوتی ہے تو فرشتے تمہاری خوابگاہوں میں آ کر تم سے مصافحہ کریں۔ اس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے ان حضرات کو مطمئن فرما دیا کہ یہ نفاق نہیں۔

(باقی صفحہ نمبر 9 پر)

خطیب العصر ملا ٹونی بلیئر

جن کے اعزاز میں فیصل مسجد میں اذان عصر موقوف کر دی گئی

ہارون الرشید

غلام اپنے آقا کے ساتھ کبھی کھل کے بات نہیں کر سکتا۔ بلکہ لگا ہے وہ گنگ ہی ہو جاتا ہے' خواہ وہ آزاد ہو چکا ہو' خواہ آقا اس کے مقابلے میں کمزور ہو اور محتاج ہو جائے اور بعض اوقات تو اس وقت بھی' جب مالک مجبور ہو کر' مدد مانگنے کو دروازہ پر چلا آئے۔ غلامی ہمیشہ خارجی نہیں' اکثر ایک داخلی چیز ہوتی ہے۔ جب آدمی اپنے باطن میں زنجیر کا زیور پہن لیتا ہے' جب خوف اور اندیشے اس کے شعور اور لاشعور سے یہ کہتے ہیں کہ پوری صلاحیت کو بروئے کار لانا اور اپنی امنگوں کا کھل کر اظہار کرنا خطرناک ہے' تو دراصل وہ غلام ہوتا ہے' حالانکہ وہ خود کو دانا اور سلیقہ مند بلکہ بعض اوقات دانشور سمجھ رہا ہوتا ہے۔

برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر سے ہم برابری کی سطح پر مذاکرات نہ کر سکے' حالانکہ وہ مذاکرات کرنے نہیں بلکہ ہمارے دروازے پر مدد مانگنے آئے تھے۔ وہ محتاج اور کمزور ہیں۔ برطانیہ کی قیادت میں افغانستان میں برسر جنگ نیٹو افواج کو مشکل نہیں' ہزیمت کا سامنا ہے اور اب اس ہزیمت کو فتح میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا' خواہ امریکہ اور اس کے حلیف اپنی تمام افواج عراق سے اٹھا کر افغانستان لے جائیں۔

طورخم کے پار انگریزی افواج کی آمد نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ پختونوں نے قرار دیا کہ انگریز پچھلی صدی کی شکستوں کا بدلہ لینے آئے ہیں' جب انہوں نے ہمارے شہر برباد کئے اور توپوں کی گولہ باری سے ہمارے گھروں کو کھنڈر کر دیا تھا لیکن ہم نے سروں کے چراغ جلا کر' محض اپنی شجاعت سے انہیں روکا۔ روکا اور برباد کر کے رکھ دیا' اس طرح کہ انہوں نے افغانستان کو فتح کرنے کا خواب ترک کیا اور بالآخر برصغیر سے چلے گئے۔ لیکن اب حالات کو سازگار پا کر' امریکیوں کی ڈھال میں وہ بدلہ لینے آئے ہیں۔ یہ ایک تاریخی حماقت تھی اور قومیں ہمیشہ ہیجان میں ایسی پہاڑ سی غلطیاں کیا کرتی ہیں۔ افغان نفسیات میں انگریز دشمنی بہت گہری ہے اور چھ سات نسلوں پر پھیل کر گویا فطرت ثانیہ ہو گئی ہے۔ جن لوگوں نے اس پہلو کا ادراک نہیں کیا' برطانیہ بلکہ پورے مغرب کی تاریخ انہیں عظیم الشان احمقوں کے طور پر یاد رکھے گی' کیونکہ اگر نیٹو کی افواج کا بڑا حصہ انگریز افواج پر مشتمل ہے تو پختون قبائل کو متحرک ہونے کے لئے کسی مزید دلیل کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

افغانستان میں صرف مصالحت ہو سکتی ہے' جس طرح وزیرستان میں ہوئی' اگرچہ امریکیوں کا بس چلا تو وہ خوشدلانہ مذاکرات سے قائم ہونے والے اس امن کے ٹکڑے بکھیر دیں گے کہ ان پر وحشت سوار رہے اور وحشت میں انتقام کی آرزو کبھی درست راہ اختیار کرنے نہیں دیتی...... پاگل کو کیا پتہ کہ فکر اور منصوبہ بندی کا پیرایہ کیا ہونا چاہیے۔

> ذرا سوچیے' یہ کتنا بڑا حادثہ ہے کہ ٹونی بلیئر کی آمد پر فیصل مسجد کی انتظامیہ کو بتایا گیا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے اور نماز مؤخر کر دی جائے گی اور عام لوگ اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

جنرل پرویز مشرف' انتہائی قابل اعتماد ذرائع سے میری معلومات یہ ہیں کہ بس ایک بات' اس ناکام آدمی ٹونی بلیئر کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے...... مسلسل اور متواتر' ہر ممکن طریقے سے لیکن کھل کر نہیں' جوش و جذبے اور اعتماد کے ساتھ نہیں...... اس لہجے میں نہیں' جو مخاطب کو بتا دیتا ہے اور تردید و توہین کے بغیر دلائل و براہین کے ساتھ بتا دیتا ہے کہ اس کا انداز فکر ناقص اور تباہ کن ہے' جس کا انجام شکست اور ذلت کے سوا کچھ نہ ہوگا...... نہیں' جنرل پرویز مشرف محتاط تھے اور محتاط آدمی کی نفسیات یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے دلائل کی قطع و برید کرتا ہے اور اس قطع و برید میں ان کی قوت اور دلکشی جاتی رہتی ہے' وہ اپنی اثر پذیری کم کرتے اور گاہے کھو دیتے ہیں۔

اس غلطی پہ غلطی کرنے اور اپنی حماقتوں کے لئے دلائل تلاش کرتے رہنے والے آدمی سے' جس کے لئے بہت تھوڑی سی مہلت باقی ہے' جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ دہشت گردی کے اسباب کا خاتمہ کئے بغیر' شدت پسندانہ رجحانات کو تحلیل کرنا ممکن نہیں۔ نہیں معلوم انہوں نے اعداد و شمار سے اس عاقل کو آگاہ کیا یا نہیں مگر صورتحال اس قدر مضحکہ خیز ہے کہ ایک طرف تو جنگی کارروائیوں پر ہر ہفتے دو بلین ڈالر خرچ کئے جا رہے ہیں' دوسری طرف صرف 300 ملین ڈالر کی کمی کے سبب تقریباً ایک تہائی آبادی قحط کے خطرے سے دوچار ہے۔ لگ بھگ 15 ارب پاکستانی روپوں کی فراہمی سے اتنی گندم خریدی جا سکتی ہے کہ اگلے سال جولائی تک' جب کابل کے نواح میں گندم کی فصل کاٹی جائے گی (جی ہاں جولائی میں) ہر بھوکا پیٹ بھرا رہے لیکن برطانیہ کو اس سے دلچسپی ہے' یورپی یونین اور نہ امریکہ کو...... جنرل پرویز مشرف کا کہنا ہے کہ چند ارب ڈالر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کرنا' جنگی کارروائیوں پر بے دریغ روپیہ لٹانے اور زندگیاں نچھاور کرنے سے کہیں بہتر نتائج دے سکتا ہے' لیکن ٹونی بلیئر مدبر نہیں' ایک معمولی سیاستدان ہیں...... وہ جنگ نہیں جیت سکیں گے اور یہ ان کا اولین مقصد بھی نہیں' اگرچہ وہ افغانستان میں کامیابی چاہیں گے لیکن ان کی ترجیحات اور ہیں' جیسی کہ سیاستدانوں کی ہوا کرتی ہیں۔ سچ پوچھئے تو وہ اس سے بھی کمتر نظر آئے ہیں۔ ایک خطیب جو رٹا ہوا آموختہ دہرائے' ایک کٹر کمیونسٹ یا فرقہ پرست ملا...... میرا جی چاہا کہ وہ مجھے مل جائیں تو میں ان سے کہوں: خطیب العصر ملا ٹونی بلیئر صاحب' آپ کے اجداد کتنے دانا تھے' وہ مقبوضات سے واپس گئے تو اس سلیقے کے ساتھ کہ تباہی سے بچ گئے کہ اپنی محدودات کا ادراک کر لیا تھا۔ افغانستان کو فتح کرنے کا خیال انہوں نے ترک کر دیا تھا۔ بلکہ اپنی پسند کی حکومت قائم کرنے سے بھی بالآخر دستبردار ہوئے تھے۔ پھر آپ قبائلی سرداروں میں روپیہ بانٹ کر اور شہریوں کے قتل عام سے کیا وصول کریں گے۔ لیکن وہ واحد مقام جہاں ایک عام پاکستانی سے ان کی ملاقات ہو سکتی تھی' اس روز اسلام آباد کے مکینوں پر بند کر دیا گیا...... دارالحکومت کی فیصل مسجد!

یہ حادثہ اتوار کو نماز عصر کے وقت پیش آیا۔ مسجد کی انتظامیہ کو بتا دیا گیا کہ اذان نہ دی جائے گی' نماز مؤخر کر دی جائے اور عام لوگ اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ یہ انتظامیہ کے حکم سے' خفیہ ایجنسیوں کے (باقی صفحہ 22 پر)

☆ کیاانسان میں سب سے قوی جذبہ جنسی جذبہ ہے؟ ☆ اطاعت اوراتباع میں کیافرق ہے؟

☆ قرآن میں سات آسمانوں اورسات زمینوں کاتذکرہ ہے، وضاحت کیجیے؟

☆ انقلاب کی رہ میں تنظیم اسلامی تصادم سے گریز کیوں کررہی ہے؟

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر بانئ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدسے سوال و جواب کی نشست

س: فرائڈ جنسی جذبے کوسب سے زیادہ شدید سمجھتا ہے۔ کیایہ درست ہے یاکوئی اورجذبہ اس سے زیادہ شدید ہے؟ (محمد سلمان)

ج: ڈاکٹر رفیع الدین صاحب (مرحوم و مغفور) نے علامہ اقبال کے نظریۂ خودی کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ انسان میں اصل جذبہ کسی آدرش، کسی نصب العین، کسی اعلیٰ مقصد کے لیے زندگی گزارنے کا جذبہ ہے۔ اگرچہ فرائڈ کی یہ بات بالکل غلط نہیں ہے۔ کیونکہ جنسی جذبہ واقعی بہت قوی ہوتا ہے۔ اسی طریقے سے بھوک کا تقاضا بھی ایک قوی جذبہ ہے۔لیکن یہ دونوں ہماری خلقت کے تقاضے ہیں۔ ہماراوجود دوحصوں پر مشتمل ہے۔ایک ہمارا روحانی وجود ہے اس کے تقاضے کوفطرت کے تقاضے کہہ سکتے ہیں۔ایک ہماری خلقت ہے، یہ خلقت مٹی سے ہوئی ہے۔ اس کے اندر جوجذبات یاداعیات ہیں وہ سب کے سب پست قسم کے ہیں۔ اوران میں سے کسی نے سمجھا ہے کہ ''حبّ تفوق'' زیادہ شدید جذبہ ہے۔ کسی نے سمجھا کہ جنسی جذبہ زیادہ قوی ہے۔ کسی نے سمجھا ہے کہ پیٹ کامسئلہ زیادہ گھمبیر ہے۔میرے نزدیک بات وہی ہے جوعلامہ اقبال نے کہی، یعنی خودی کا جذبہ سب سے اہم ہے۔خودی سے مراد خود پرستی، خود پسندی یا انانیت نہیں ہے۔ بلکہ وہ روحانیت ہے جوانسان کااصل جوہراوراس کی اصل شخصیت ہے۔اس کا تقاضایہ ہے کہ انسان اللہ سے محبت کرے۔اگر کسی کاذہن، فکراورسوچ اتنی اونچی نہیں ہوپاتی کہ وہ اللہ کو اپنانصب العین بنالے تو وہ کسی چھوٹی چیز کو پوجنے لگتا ہے، اوراسی کواپنانصب العین بنالیتا ہے۔بہرحال یہ جذبہ ہے جو انسان کے طرز عمل اورزندگی کے رخ کو متعین کرتا ہے۔

س: اطاعت اوراتباع میں کیافرق ہے؟ (رفیق تنظیم)

ج: اطاعت ہوتی ہے حکم کی۔ مثلاً کوئی حکم دیا گیا کہ یہ کرو، یہ نہ کرو، اگرآپ نے اِس پرعمل کیاتویہ اطاعت ہے۔ اتباع کا مطلب ہے پیروی کرنا۔ کسی نے دیکھا کہ حضور ﷺ اس طرح چلتے تھے۔اب اسی طریقے سے چلنے کی بھی کوشش کرے، یہ اتباع ہے۔ حضور ﷺ نے حکم نہیں دیا، یعنی اتباع یہ ہے کہ آدمی ہرمعاملے میں نبی اکرم ﷺ کے قریب سے قریب تر ہونے کی کوشش کرے، خواہ اس کا اللہ کے رسولؐ نے حکم دیاہو یانہ دیاہو۔ اس کی بنیاد ہے محبت۔ اگراللہ کی اطاعت محبت کے ساتھ کی جائے تواس کانام عبادت ہے۔ اوررسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں محبت شامل ہوتواس کانام اتباع ہے۔

س: جیساکہ عام طورپرکہاجاتا ہے کہ انبیاءکرام علیہم السلام اورصحابہ رضی اللہ عنہم نے دین کا کام کیا اوراپنے بچوں کوبھی پالا ہے۔ بھوک پیاس میں بھی دین کا کام کرتے رہے۔ سوال یہ ہے کہ آج کے دورمیں انسان خودکوکس طرح دین کے کام کے لیے وقف کرسکتا ہے؟ جبکہ بچوں کی تربیت کے لیے سکولوں، کالجوں کی فیسیں، بجلی کے بل اور بیماریوں کا مسئلہ بھی سامنے آتا ہے، جواس دورمیں نہیں تھا۔ اس معاملے میں راہنمائی فرمائیے۔ (حافظ محمد افسر)

ج: یہ معاملہ ایسا ہے کہ جس کا کوئی ایک جواب ہرانسان کے لیے نہیں ہے۔ اس میں ہرفرد کے لیے اختلاف ہوگا۔ اوراس کاسارادارومداراس بات پرہے کہ کسی شخص کے اندر دین کے کام کے لیے داعیہ کتنا گہرا ہوگیا۔ جتنا یہ گہرا ہوگا آپ اپنی دنیا کوسکیڑیں گے۔ بچوں کی تعلیم عام سکول میں بھی ہوسکتی ہے۔ آپ کہیں کہ اپنے بچوں کوایچی سن کالج یا بیکن ہاؤس میں پڑھاؤں گا تو ٹھیک ہے یہ آپ کا چوائس ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ بھی خرچ کرسکتے ہیں اورکم سے کم پربھی آسکتے ہیں۔ یہ ربڑ کی طرح کا معاملہ ہے۔ لہٰذا اپنے ذاتی دنیاوی تقاضوں کوانسان رفتہ رفتہ کم کرتا چلا جائے اوراپنے آپ کوزیادہ سے زیادہ ریلیز کرتا جائے۔ اس طریقے سے درجہ بدرجہ آگے بڑھیں۔ بہرحال کسی کے اندردین کی خدمت کا جذبہ خودکتنا بیدار ہوگیا ہے، اسی کے تناسب سے معاملہ آگے بڑھے گا۔

س: تنظیم اسلامی الحمد للہ اپنے مشن پر کاربند ہے۔ کیا آپ نہیں سمجھتے کہ کسی تحریک کی زندگی اور حرارت نوجوانوں کے دم سے ہے۔ لہٰذا اسلامی جمعیت طلبہ کی طرح تنظیم اسلامی میں بھی نوجوانوں کوآگے آنے کا موقع ملنا چاہئے۔ (احمد بلال)

ج: نوجوان تنظیم اسلامی میں Active ہیں، البتہ یہ ضرور ہے کہ طلبہ کی کوئی علیحدہ تنظیم ہم نے نہیں بنائی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح جماعت اسلامی کے ساتھ ایک طرح کا ٹکراؤ بن جاتا ہے۔ جماعت اسلامی اورتنظیم اسلامی کی فکر ایک ہی ہے، لیکن یہ کہ ہمارے راستے جدا ہیں۔ تعلیمی میدان میں آکر کالجز وغیرہ میں جمعیت طلبہ کے ساتھ تصادم کوہم نے پسند نہیں کیا۔ وہ وہاں پرجوکام کررہے ہیں اگرچہ اس پراعتراضات ہوسکتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے ان یونیورسٹیوں میں جس طرح ملحدین کو بےبس کیا ہے، اگرچہ یہ معاملہ ہرجگہ نہیں ہے لیکن بعض جگہوں پر بلاشبہ ان کا یہ قابل تعریف کارنامہ ہے۔ اس پہلو سے ہم سمجھتے ہیں کہ وہاں انھیں کام کرنے دیا جائے۔ جب وہ تعلیمی اداروں سے فارغ ہوکر میدان عمل میں آئیں گے تو ہماری دعوت بھی ان تک پہنچے گی۔ توپھر وہ خود دیکھیں گے کہ اس ماحول کے اندر کون سی تنظیم ان کے لیے زیادہ موزوں ہے، اورانشاءاللہ وہ ساتھ آئیں گے۔

س: قرآن حکیم میں سات آسمانوں یا سات زمینوں کا ذکرملتا ہے۔ ان کی نوعیت کیا ہے؟ (محمد انورخان)

ج: بہت سے حقائق جب تک کہ سائنس کے ذریعے سے منکشف نہیں ہوگئے، متشابہات میں شامل تھے، مثلاً ایک آیت ہے (کُلٌّ فِی فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ) ''ہرشے آسمان میں گھوم رہی ہے''۔ انسان کوپہلے معلوم نہیں تھا کہ اس کا کیا

مطلب ہے؟ آج معلوم ہوگیا ہے کہ زمین، سورج، دیگر ستارے اور سیارے سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔ اسی طرح قرآن میں سات زمینوں کا ذکر صرف ایک جگہ ہے جبکہ سات آسمانوں کا ذکر بہت سی جگہوں پر ہے۔ لیکن ابھی تک ہمیں اس کا ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ہے۔ بعض تعبیرات کرتے ہیں کہ فضا میں جو مختلف لیئرز ہیں شاید اس سے وہ مراد ہیں' لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ تو صرف زمین کا آسمان بنا' پوری کائنات کا آسمان تو نہ ہوا۔ وہ تو زمین کے گرد مختلف لپٹی ہوئی لیئرز ہیں۔ میرے نزدیک یہ تاویلات ہمیں نہیں کرنا چاہئیں' بلکہ اس کو کھلا چھوڑنا چاہئے' کیونکہ ہمارے عمل پر اس کا کوئی اثر واقع نہیں ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانی علم کو مزید آگے بڑھائے اور وہ حقیقت سامنے آجائے اور پھر ہم سمجھیں کہ یہ بات تھی جو سات آسمانوں کی صورت میں قرآن مجید میں آتی رہی' یا سات زمینوں کی شکل میں قرآن مجید میں آئی ہے۔ ابھی ہمارے پاس اس کا کوئی حتمی علم موجود نہیں ہے۔

س: تنظیم اسلامی کا ہدف نظام خلافت کا قیام ہے۔ اس غرض کے لیے جو طریقہ تنظیم نے اختیار کیا وہ قرآن کے ذریعے تربیت کا ہے۔ اب دوسرا قدم نظام سے کنفرنٹیشن کا ہے لیکن ہماری جماعت اجتماعی تصادم سے اجتناب کر رہی ہے۔ آخر کیوں؟ آپ کے خیال میں کارکنوں کی تعداد کم ہے یا جذبہ؟ کیا ہمارے پاس 313 لوگ بھی ایسے نہیں جو تصادم کے لیے خود کو پیش کرسکیں۔ (عمران احمد)

ج: اصل میں اس سوال کی مختلف جہتیں ہیں۔ جب ہم 313 کی بات کرتے ہیں' تو ان کے مدمقابل بھی صرف ایک ہزار تھے۔ آج ٹکراؤ حکومتِ وقت سے ہوگا جبکہ حکومتِ وقت کے پاس فوج ہے، ایئر فورس ہے۔ ابھی باجوڑ میں جو معاملہ ہوا' یا اس سے پہلے وزیرستان میں ہوتا رہا ہے' یا بلوچستان میں ایئر فورس کے ذریعے ہوتا رہا۔ اسی طرح حافظ الاسد نے ایئر فورس سے بمباری کر کے ایک دن میں غالباً دس ہزار اخوانی شہید کیے تھے۔ لہٰذا اس میں سوچ سمجھ کے قدم آگے بڑھانا چاہئے۔ ویسے ہمارے ہاں مختلف مواقع پر کچھ تجویزیں یہ آتی رہی ہیں جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ابھی تصادم تو نہ کیا جائے، لیکن چھوٹے چھوٹے معاملات میں کسی درجے میں ذرا آگے بڑھ کر تھوڑی سی پنجہ آزمائی کی جائے مثلاً کسی جگہ پر دفعہ 144 ہوئی ہے تو ہم چار چار کی تعداد میں نکل کر جائیں۔ پولیس اگر روکے تو اس سے جھگڑیں۔ لیکن ظاہر ہے اس کا فیصلہ تنظیم کی قیادت کرے گی۔ اور اُسے یہ دیکھنا ہوگا کہ ہماری طاقت کتنی ہے اور معاملہ کتنا بڑا ہے۔

س: میں نے قرآن کالج میں آ کر تنظیم اسلامی کی فکر کو سمجھے بغیر رضائے الٰہی اور اُخروی نجات کے حصول کے لیے بیعت کی۔ اب جب کہ تنظیم کی فکر سمجھ میں آئی ہے تو اپنے فیصلہ پر فخر ہوتا ہے۔ آپ سے سوال یہ ہے کہ وہ انسان جو کسی جماعت میں شمولیت اختیار کرنا چاہتا ہو، اور اس کے پاس شامل ہونے کے لیے بہت سی دینی جماعتیں ہوں تو وہ ان میں سے کسی جماعت میں شامل ہونے کے لیے کن اوصاف اور علامات کو مدنظر رکھے۔ اگر ان میں سے کوئی تنظیم بھی ان اوصاف پر پورا نہ اترے تو پھر وہ اقامت دین کی جدوجہد کے فریضے کو سرانجام دینے کے لیے کس راہ کا انتخاب کرے؟ (جمیل احمد کیانی، قرآن کالج)

ج: اِس مقصد کے لئے کسی بھی شخص کو چار چیزیں دیکھنی چاہئیں:

(1) وہ جماعت جس کا اعلانیہ مقصد دین کو قائم کرنا ہو۔ یعنی وہ جماعت علی الاعلان کہے کہ ہمیں اللہ کے دین کو قائم کرنا ہے' انقلاب برپا کرنا ہے' نظام تبدیل کرنا ہے۔

(2) اس جماعت کا نظم سمع وطاعت کی بنیاد پر استوار ہو۔ اور بہتر یہ ہے کہ بیعت کی بنیاد پر ہو۔ ویسے اگر کوئی دستوری تنظیم ہو جیسے جماعت اسلامی ہے کہ اس میں سمع وطاعت کا ڈسپلن دستوری ہے' تو یہ بھی درست ہے لیکن ہمارے نزدیک جماعت کی مسنون' ماثور اور منصوص اساس شخصی بیعت ہے۔

(3) یہ بات دیکھی جائے کہ اس جماعت کی Methodology کیا ہے؟ وہ کس طریقے سے اللہ کے دین کو قائم کرنا چاہتی ہے اور اس طریق کا حضور ﷺ کی سیرت سے کیا تعلق ہے؟ آیا وہ سیرت سے مطابقت رکھتا ہے۔ اگر رکھتا ہے تو کتنا؟ کہیں طریقہ انقلاب نبویؐ کے اندر اگر کوئی اجتہاد کیا ہے تو کس بنیاد پر کیا ہے۔ کون سے مسائل پیدا ہوئے ہیں جن کی بنیاد پر اجتہاد کی ضرورت پیدا ہوئی' اور وہ اجتہاد کیا ہے۔

(4) اس جماعت کی قیادت کے پاس جا کر دیکھنا چاہیے کہ آیا وہ اپنے مشن میں مخلص بھی ہے یا نہیں۔ انسان کا دل بتا دیتا ہے کہ یہ لوگ مخلص ہیں یا نہیں۔

اگر یہ باتیں ایک حد تک بھی پوری ہو جائیں تو اس جماعت میں شامل ہونا فرض ہے۔ کیونکہ اقامت دین کی جدوجہد فرض ہے اور اس کے لیے جماعت لازم ہے۔ جیسے نماز فرض ہے اور اس کے لیے وضو لازم ہے۔ اور اگر آدمی کا دل کسی جماعت میں نہیں ٹھکا' تو وہ خود کھڑا ہو۔ اور لوگوں کو اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے پکار لگائے' اللہ کی طرف بلائے۔ کیونکہ اس فریضہ کی ادائیگی سے کوئی مفر نہیں ہے۔

(مرتب: فرقان دانش خان)

✿ ✿ ✿

بقیہ: کالم آف دی ویک

لاتعداد لوگ اس دودھیا عمارت کی وسعتوں میں پھیل گئے جو کئی اعتبار سے مسجد نبویؐ سے مشابہت رکھتی ہے۔ یہ اس نجیب عرب حکمران شاہ فیصل کی اعانت اور اصرار پر بنائی گئی اور دنیا کی عظیم ترین مساجد میں شامل ہے۔ سفید سنگ مرمر اس میں فراخدلی سے برتا گیا اور اس کا فرش رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے فرش جیسا ہے' یوں بھی فرمان یہ ہے کہ ساری مساجد کعبۃ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور یہ بھی کہ انسانوں میں سے بدترین وہ ہے' جو لوگوں کو مسجدوں میں داخل ہونے سے منع کرے۔ مسجد کی انتظامیہ نے یہ بات فیصلہ صادر کرنے والوں کو بتا دی مگر وہ ایک ہیجان بلکہ جنون کا شکار تھے۔ مسلمانوں کے مذہبی احساسات سے بے نیاز اور ان کے عباداتی معمولات سے بے خبر ٹونی بلیئر پندرہ منٹ کی تاخیر سے پہنچے۔ لاؤڈ سپیکر پر اذان تو دی نہ جاسکتی تھی کہ قائم مقام صدر نے' جنہیں بڑی مشکل اور بہت سفارشوں سے ڈھنگ کی نوکری ملی ہے' التجاؤں کے باوجود سختی سے منع کر دیا تھا لیکن مسجد میں موجود' مسجد سے تعلق رکھنے والے چند جرأت مند مسلمانوں نے ہال میں آہستگی سے اذان دی اور جلدی سے نماز پڑھ کر منتشر ہو گئے۔ اب یہ مسجد خفیہ ایجنسیوں اور انتظامیہ کے رحم و کرم پہ تھی' جنہیں اپنے سفید فام آقا کا انتظار تھا اور جو ان کے بدمزہ ہونے کے تصور سے خوفزدہ تھے۔ آدمی حیرت کے ساتھ سوچتا ہے کہ مسجد کے میناروں نے کس ملال کے ساتھ اس اذیت ناک منظر کو دیکھا ہوگا اور سفید پروں والے اللہ کے مقدس فرشتے کس رنج کے ساتھ یہ خبر آسمانوں پر لے گئے ہوں گے۔ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے نظریاتی ملک کے بارے میں' جن کا نام ہی اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔

قصور ٹونی بلیئر کا نہیں ہے۔ برطانیہ میں انہوں نے اذان پر پابندی نہیں لگائی جبکہ اتاترک نے ترکی میں لگا دی تھی۔ غلام اپنے آقا کے ساتھ کبھی کھل کے بات نہیں کرسکتا' بلکہ بعض اوقات گنگ ہی ہو جاتا ہے۔ تجربے سے بگڑ جانے والی اس کی جبلت' اس کا خوف اور اس کے اندیشے' اس کے شعور سے زیادہ لاشعور سے یہ کہتے ہیں کہ خطرہ مول لینا خطرناک ہے...... اور آقا کو ناراض کرنے سے تباہی آسکتی ہے۔ پھر وہ آدمی نہیں رہتا' چوہا ہو جاتا ہے۔ حضورؐ اسی کو دولے شاہ کا چوہا کہتے ہیں......!! (بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

ماہ رمضان المبارک کے دوران تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ملک بھر میں ہونے والے

دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام

اور

دیگر دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی کے تحت ماہ رمضان المبارک کے دوران ملک بھر میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام ہوئے۔ اِس سلسلہ میں ملک کے مختلف شہروں سے دورۂ ترجمہ قرآن اور دیگر دعوتی و تربیتی سرگرمیوں کی جو رپورٹیں اب تک موصول ہوئی ہیں‘ زیر نظر صفحات میں انہیں یکجا کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

بہاولپور

تنظیم اسلامی حلقہ بہاول نگر دو ضلعوں‘ ضلع بہاول نگر اور ضلع بہاولپور پر مشتمل ہے۔ امیر حلقہ جناب منیر احمد صاحب ہیں۔ اس حلقہ میں رمضان المبارک کے دوران ہونے والے پروگراموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ہارون آباد میں مکمل دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت امیر حلقہ محترم منیر احمد نے حاصل کی۔ ہمیشہ کی طرح مرکز حلقہ کی مسجد میں لوگوں نے بہت ہی ذوق و شوق سے اس پروگرام میں شرکت کی۔ شرکاء کی تعداد 70 سے 90 تک رہی۔ 27 ویں رات 200 سے 250 تک افراد شریک ہوئے۔ خواتین کی تعداد 35 سے 40 تک رہی۔

بہاولپور میں اسرہ مدینہ ٹاؤن اور اسرہ عبداللہؓ بن عباس کے تحت خلاصہ قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ مرکز تنظیم اسلامی بہاولپور میں چار رکعت تراویح میں پڑھے جانے والے قرآن مجید کے حصے کا خلاصہ بیان کیا جاتا رہا۔ خلاصہ بیان کرنے کی سعادت جناب حافظ شکیل احمد نے حاصل کی‘ جو عالم دین اور ایک مقامی مدرسے میں استاد ہیں۔

دوسرا پروگرام رحمانیہ مسجد مسلم ٹاؤن میں ہوا جو نقیب اسرہ عبداللہ بن عباس میجر محمد انور کی رہائش گاہ کے قریب واقع ہے۔ اس مسجد میں خلاصہ تراویح کی نماز ادا کرنے کے بعد ادا کیا جاتا رہا۔ خلاصہ بیان کرنے کی سعادت میجر (ر) محمد انور کو حاصل ہوئی۔ بہاول پور کے تیسرے اسرہ کے نقیب محمد ارشد نے بھی اسی پروگرام میں شرکت کی۔

اس کے علاوہ پورے رمضان المبارک میں بعد نماز فجر درس قرآن و حدیث کا اہتمام مرکز تنظیم اسلامی بہاولپور کی مسجد میں کیا گیا۔ یہ سعادت راقم کو نصیب ہوئی۔ میجر محمد انور نے مسجد رحمانیہ میں معتکفین کو دس دن درس قرآن دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنا نصیب فرمائے اور ہر قسم کے شر اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھے۔ آمین! (مرتب: ذوالفقار علی)

نیو ملتان

تنظیم اسلامی نیو ملتان کے تحت دورۂ ترجمۃ القرآن کا پروگرام مسجد الھدیٰ ایف بلاک شاہ رکن کالونی میں ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی نیو ملتان محمد عطاء اللہ خان مدرس تھے۔ پروگرام کا آغاز آٹھ بجے نماز عشاء سے ہوتا اور رات ساڑھے بارہ بجے اختتام ہوتا۔ شرکاء کی حاضری تقریباً 30 رہی۔

اسی طرح اسرہ نیو ناظم آباد میں درس قرآن کا ہفتہ وار پروگرام جامع مسجد رحمانیہ نیو ناظم آباد میں ہر جمعہ بعد نماز عصر ہوتا رہا۔ مدرس کے فرائض محمد سلیم اختر نے ادا کیے۔ اس میں شرکاء کی تعداد 100 کے قریب رہی۔

رمضان المبارک کے ہر ہفتہ کے دن بعد نماز عصر خصوصی دعوتی پروگرام جاری رہا‘ جن میں شرکاء کی تعداد 300 کے لگ بھگ رہی۔ پروگرام کے بعد افطاری کا اہتمام بھی ہوتا تھا۔ اس پروگرام میں بھی مدرس کے فرائض محمد سلیم اختر نے سرانجام دیئے۔ موصوف نے مختلف مقامات پر عبادتِ رب‘ حقیقت توحید‘ فرائض دینی کا جامع تصور دین و مذہب اور ایمان بالآخرہ کے موضوعات پر خطابات کیے۔

تنظیم اسلامی نیو ملتان مسجد الھدیٰ میں 20 رمضان المبارک کو ایک بڑی افطاری کا اہتمام ہوا‘ جس میں تقریباً 400 کے قریب افراد شریک ہوئے۔ دوران رمضان 16 احباب نے اعتکاف بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین!

(مرتب: شوکت حسین)

سیالکوٹ

رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی تمام اجتماعی تنظیمی سرگرمیاں موقوف کر دی جاتی ہیں‘ تاکہ رفقاء کو انفرادی طور پر رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے کماحقہٗ اپنا حصہ حاصل کر سکیں۔ اس کا یہ فائدہ تو تھا کہ رفقاء کو انفرادی عبادات کے لئے وافر وقت دستیاب ہو جاتا تھا لیکن اس کا ایک نقصان بھی تھا کہ لگ بھگ پینتیس چالیس دن تنظیمی سرگرمیوں سے دوری کی وجہ سے وہ کچھ ضعف کا شکار بھی ہو جاتے تھے۔

اس صورتحال سے بچنے کے لئے اس دفعہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ حسب سابق اس دفعہ نماز تراویح کے بعد دورۂ ترجمہ قرآن تو جاری رکھا ہی جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہفتے میں ایک افطاری بھی رکھی جائے اور اس میں مختصر دورانیے کا ایک درسِ قرآن بھی رکھا جائے تاکہ رفقاء تنظیمی فکر سے منسلک رہیں اور آپس میں ملاقات بھی رہے۔ الحمدللہ اس دفعہ یہ سلسلہ کافی مفید ثابت ہوا۔ رفقاء کی ایک بڑی تعداد اس میں شریک ہوتی رہی۔

اس سلسلے کی سب سے پہلی افطاری 5 رمضان کو جناب مرزا سلیم اللہ کے گھر پر ہوئی۔ اس میں رفقاء کے ساتھ ساتھ احباب کی بھی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔ افطاری اور نمازِ مغرب کے متصلاً بعد درسِ قرآن کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ درسِ قرآن کی ذمہ داری برادرم جنید نذیر نے نبھائی۔ انہوں نے حزب اللہ اور حزب الشیطان کے مابین فرق کی وضاحت کی۔ درس کے بعد رفقاء کو کھانا کھلایا گیا اور یہ محفل انجام پذیر ہوئی۔ اس سلسلے کی دوسری افطاری جمعہ 12 رمضان المبارک محترم کو پرویز اکرام بھٹی کے پُرزور اصرار پر انہی کے گھر پر رکھی گئی۔ یہاں درسِ قرآن حافظ عبدالباسط نے دیا۔ درس کے بعد کھانا کھایا گیا اور یہ محفل بھی اختتام پذیر ہوئی۔ تیسری اور آخری افطاری 19 رمضان المبارک کو قائد گرلز کالج میں جناب حافظ ذوالفقار شاہد کی طرف سے تھی۔ یہاں درسِ قرآن کی جگہ صرف تلاوتِ کلام پاک ہی کا پروگرام رکھا گیا۔ الحمدللہ اس پروگرام میں شرکاء کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔

تنظیم اسلامی سیالکوٹ کی طرف سے عید کے متصلاً بعد اتوار کو رفقاء کے لئے قائد گرلز کالج میں عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ ظہر کی نماز کے بعد یہ پروگرام شروع ہوا۔ آغاز میں مقامی امیر نے ایک مختصر تقریر کی۔ اس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ کھانے کے بعد مسنون دعا کے ساتھ یہ محفل اپنے

اختتام کو پہنچی۔ (رپورٹ: اعجاز عصر)

ملتان شمالی

الحمدللہ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی تنظیم اسلامی ملتان شمالی میں افطاری اور درس قرآن کے پروگرام منعقد ہوئے جو کہ نہایت کامیاب ہوئے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ اسرہ خان ویلج کے زیر اہتمام افطاری پروگرام 6 رمضان المبارک کو رفیق تنظیم جناب عبدالحمید کی رہائش گاہ پر ہوا۔ سبزہ زار کالونی کی مسجد میں بعد نماز عصر مقامی امیر تنظیم محمود الٰہی چوہدری نے رمضان کے روزوں اور قیام اللیل کی اہمیت و فضیلت پر روشنی ڈالی۔ رفقاء و احباب کی تعداد پچیس تھی۔

2۔ اسرہ رشید آباد کے تحت 8 رمضان المبارک کو نجم صاحب کی رہائش گاہ پر پروگرام ہوا۔ اس پروگرام میں عابد حسین نے فرائض دینی کے جامع تصور پر خطاب فرمایا۔ افطار کے بعد شرکاء کے لئے کھانا بھی تھا۔ تقریباً بیس احباب و رفقاء نے شرکت کی۔

3۔ 15 رمضان المبارک کو اسرہ رشید آباد کے زیر اہتمام نقیب اسرہ پروفیسر اکبر نور کے گھر پر افطاری کا پروگرام ہوا۔ امیر تنظیم محمود الٰہی نے رمضان کے روزوں کی فرضیت و فضائل پر درس دیا۔ اس پروگرام میں تقریباً پچیس رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

4۔ 20 رمضان المبارک کو اسی اسرہ کے زیر اہتمام جناب اشتیاق احمد کی رہائش گاہ پر افطاری کا پروگرام طے تھا۔ امیر حلقہ جناب سعید اظہر عاصم نے نماز عصر کے بعد خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں 20 افراد نے شرکت کی۔ اس تنظیم کے تحت 25 رمضان المبارک کو جامع مسجد عثمان میں بھی ایک بڑا پروگرام ہوا۔ نماز عصر کے بعد جناب محمد سلیم اختر نے سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کے حوالے سے تفصیلی درس قرآن دیا۔ اس پروگرام میں تقریباً 150 احباب و رفقاء نے شرکت کی۔ درس کے بعد شرکاء کے لئے افطاری کا اہتمام بھی تھا۔

(مرتب: پروفیسر اکبر نور)

پنڈی گھیب

ہمیشہ کی طرح اس سال بھی تنظیم اسلامی پنڈی گھیب (ضلع اٹک) میں مختلف پروگرام منعقد ہوئے۔ رفقاء سے زیادہ احباب متحرک رہے۔ اور انہوں نے کافی کامیاب اور بہتر پروگرام کیے۔ پروگراموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ خلاصہ قرآن حکیم

الجامعۃ الاسلامیہ گلزار آباد کے مہتمم جناب حضرت مولانا حافظ ارشد حیات کو یہ تجویز بڑی پسند آئی کہ چار رکعت تراویح کے بعد تلاوت کی گئی آیات کا مختصراً خلاصہ اردو میں بیان کیا جائے۔ لہٰذا انہوں نے حضرت مولانا حافظ محمد آصف (جو کہ اس ادارے میں مدرس ہیں اور مقامی ڈگری کالج میں عربی کے لیکچرر ہیں) کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ یہ خلاصہ بیان کریں گے۔ چونکہ اُن کا تعلق علماء کے طبقے سے تھا اور عربی سے بھی بخوبی آشنا تھے لہٰذا انہوں نے یہ ڈیوٹی بخوبی ادا کی۔ حافظ مطیع الرحمان کی خوبصورت تلاوت اور ان کا ترجمہ بہت خوب رہا۔ اس پروگرام میں شرکاء کی تعداد 80 اور 100 کے درمیان رہی۔

2۔ خلاصہ قرآن حکیم

جامع مسجد مصلیاں نوالی میں قرآن مجید سنانے کی سعادت مولانا قاری حسین احمد نے حاصل کی۔ قاری صاحب نے تراویح کے اختتام پر خلاصہ قرآن حکیم کے فرض کو بخوبی نبھایا۔ شرکاء کی تعداد 30 سے 40 تک رہی۔

3۔ درس قرآن مع افطار

اسی مسجد میں ہر جمعۃ المبارک کے دن (قرآنی حلقہ کے تحت جو کہ حضرت علی مرتضیٰ ؓ اُسرہ کی جانب سے قائم ہے) بعد نماز عصر درس قرآن کی محفل سجتی رہی۔ اس پروگرام میں رفقاء کی تعداد طلبہ سمیت 100 تک رہی۔

4۔ دورۂ ترجمۃ القرآن بذریعہ سی ڈی

اُسرہ حضرت عثمان غنی ؓ کے مبتدی رفیق غلام محمد صابری روزانہ صبح کے وقت اپنے گھر واقع گلزار آباد میں بانیٔ محترم کا دورۂ ترجمۃ القرآن چلاتے رہے جن میں محلے کے افراد شریک ہوتے رہے۔ اس پروگرام میں شرکاء کی تعداد 10 رہی۔

5۔ منتخب نصاب بذریعہ سی ڈی

جماعت اسلامی سے منسلک ایک ساتھی اپنے ذاتی کمپیوٹر پر منتخب نصاب کی سی ڈیز بعد از نماز عصر اپنے گھر میں چلاتے تھے۔ یہاں شرکاء کی تعداد پانچ سے سات تک رہی۔

6۔ قیام اللیل

الجامعۃ الاسلامیہ کی مسجد میں سحری کے وقت قیام اللیل کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہ پروگرام رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ہوا۔ اس میں مولانا ارشد صاحب خود بھی شریک رہے۔ اور مولانا آصف صاحب نے امامت کے فرائض سر انجام دیئے۔ اس پروگرام میں بھی حاضری 25 رہی۔ اس طرح جامع مسجد مصلیا نوالی میں بھی حافظ زبیر نے دو دن قیام للیل کرایا۔ اس میں بھی شرکاء کی تعداد 12 رہی۔ اس طرح اللہ کے فضل و کرم سے ماہ رمضان کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: عبدالرحمان نوید)

کراچی

الحمدللہ ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کے آغاز پر دو عشروں سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور صرف کراچی میں ہر سال ہزاروں خواتین و حضرات ان پروگراموں سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان پروگراموں سے جو شہر کے مختلف مقامات پر منعقد ہوتے ہیں بہت سے لوگوں کی زندگیوں میں نمایاں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں اور ان میں سے کچھ لوگوں نے اقامت دین کی جدوجہد میں عملی طور پر شمولیت اختیار کی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان پروگراموں کے بارے میں علماء کرام کے حلقے سے بالعموم کوئی منفی تاثر سامنے نہیں آیا الا ماشاءاللہ۔

تنظیم اسلامی کراچی سوسائٹی کے بزرگ رفیق کے جو نقیب اسرہ بھی ہیں اور تنظیم کی مرکزی مجلس مشاورت کے رکن بھی علماء کرام سے اچھے تعلقات ہیں۔ ان کے تعلقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چند علماء کرام کو ان پروگراموں میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ ان میں سے مولانا عبدالمنان انور نے پی آئی بی لان میں ہونے والے پروگرام سے خطاب فرمایا اور مولانا ممتاز ہلال نے گلستان انیس کلب کے پروگرام میں شرکت فرمائی۔ مولانا عبدالمنان انور اتحاد بین المسلمین کے داعی ہیں اور علماء سے رابطوں میں موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ آپ جمعیت علماء اسلام (س) کراچی کے صدر ہیں اور رویت ہلال کمیٹی سے بھی وابستہ ہیں۔ جبکہ مولانا ممتاز ہلال دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں اور مفتی ولی حسنؒ کے ساتھ جامعہ تعلیمات اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ دونوں حضرات نے اپنے تاثرات سے ہمیں نوازا۔ ملاحظہ کیجئے:

مولانا عبدالمنان انور: دورۂ ترجمہ قرآن کے یہ پروگرام ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی محنت اور کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ یہ انہی کا اعزاز ہے کہ انہوں نے ان پروگرام کا آغاز کیا اور ایسے مدرسین تیار کئے جو بندگان خدا کو قرآن مجید کی تعلیمات سے انتہائی موثر انداز میں روشناس کرا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان محفلوں کی وسعت کی طرف توجہ دی جائے اور رمضان کے بعد بھی اس قسم کے درس کے پروگرام منعقد کئے جانے چاہئیں۔

مولانا ممتاز ہلال: اعجاز لطیف صاحب کا انداز بیان اور تشریح الحمدللہ انتہائی موثر تھی۔ یہ درحقیقت ایمان کی تازگی اور رمضان کی تازگی اور رمضان المبارک کی راتوں میں قرآن سے استفادہ اور تراویح کی نماز کو شعور کے ساتھ ادائیگی کا موثر ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسرار احمد صاحب کی اس سعی کو قبول فرمائے انہیں صحت و تندرستی کے ساتھ عمر میں برکت عطا فرمائے تاکہ وہ خدمت دین اور قرآن کو جاری رکھ سکیں۔

ہم ان علماء کرام کے انتہائی ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمارے پروگراموں میں شرکت فرمائی اور ہمیں اپنے تاثرات سے نوازا۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

وہاڑی

تنظیم اسلامی وہاڑی کے زیر اہتمام گزشتہ 9 سال سے رمضان المبارک میں تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۃ القرآن کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ امسال اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے مرد حضرات کے علاوہ خواتین کے لیے بھی دورۂ ترجمۃ القرآن کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ مردوں کے لئے ترجمۂ قرآن کا پروگرام مرکز تنظیم اسلامی وہاڑی اور خواتین کے لیے یہ پروگرام رفیق تنظیم ڈاکٹر مظہر الاسلام کے گھر پر منعقد کیا گیا۔ دونوں پروگراموں میں ترجمہ قرآن کی سعادت تنظیم اسلامی ہارون آباد کے ناظم دعوت جناب نثار احمد شفیع

نے حاصل کی۔ قرآن کی سعادت تنظیم اسلامی ہارون آباد کے ناظم دعوت جناب نثار احمد شفیع نے حاصل کی۔

ترجمہ قرآن کے پروگرام میں شمولیت کی دعوت لوگوں تک پہنچانے کے لئے آٹھ عدد بڑے بینرز شہر کے اہم علاقوں میں آویزاں کیے گئے۔ اس کے علاوہ چار ہزار ہینڈ بلز اور پچاس عدد دعوت نامے بھی چھپوا کر لوگوں تک پہنچائے گئے۔

محترم نثار احمد شفیق 29 شعبان کو وہاڑی تشریف لائے اور بعد نماز مغرب مرکز تنظیم اسلامی میں استقبال رمضان کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ آپ نے روزے کی فرضیت' اہمیت اور مقصدیت پر بڑی جامعیت سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لیے فرض کیا گیا ہے کہ انسان اپنے بدنی تقاضوں کو کنٹرول کرے اور روحانی تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل ہو سکے جس سے انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔

یکم رمضان المبارک کی رات نماز تراویح کے ساتھ ترجمۂ قرآن کا باقاعدہ آغاز ہوا جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 23 رمضان المبارک کی رات کو اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد آخر رمضان تک ڈاکٹر مظہر الاسلام نے ترجمۂ قرآن کی ذمہ داری نبھائی۔ ترجمہ قرآن کا دورانیہ چائے کے وقفہ کے ساتھ رات ایک سے ڈیڑھ بجے تک رہا۔ محترم نثار احمد شفیق نے بڑے دلنشین انداز میں یہ خدمت سرانجام دی۔ آپ نے دورانِ ترجمہ بڑے موثر اور مدلل انداز میں اقامتِ دین کی فرضیت او اہمیت اور فکر آخرت کے احساس کو اُجاگر کیا۔ اس کے علاوہ روزمرہ کی مثالوں سے قرآن مجید کے مختلف مقامات کو لوگوں کے سامنے واضح کیا۔ اس پروگرام میں مرد شرکاء کی تعداد 25 سے 65 تک رہی اور خواتین کی تعداد 10 سے 15 تک رہی۔

دورۂ ترجمہ قرآن برائے خواتین یکم رمضان المبارک سے شروع ہو کر 22 رمضان المبارک کو اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام کا دورانیہ صبح نو بجے سے دوپہر بارہ بجے تک رہا۔ شریک خواتین کی تعداد تقریباً 25 سے 45 تک رہی۔ علاوہ ازیں مسجد مدنی شرقی کالونی وہاڑی میں بعد نماز فجر بیس منٹ کا درسِ قرآن بھی ہوتا رہا۔ اس کی سعادت بھی محترم نثار نے حاصل کی۔ شرکاء کی تعداد تقریباً 50 کے لگ بھگ رہی۔

21 رمضان المبارک کو راقم نے رفقاء تنظیم کے لیے افطاری کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر محترم نثار احمد نے اقامتِ دین کی جدوجہد کے حوالے سے فکر تنظیم پر روشنی ڈالی اور عہد نامہ رفاقت کی اہمیت کا احساس اُجاگر کیا۔

23 رمضان المبارک کی رات شرکاء کی تعداد معمول سے زیادہ تقریباً 200 ہو گئی۔ شرکاء پروگرام ترجمۂ قرآن سننے کی خوشی اور اس کے اختتام پذیر ہونے کے غم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ایک دوسرے کو گلے مل رہے تھے۔ یوں یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ تمام رفقاء تنظیم کو جزائے خیر دے' جنہوں نے ان پروگراموں کے انعقاد اور دعوت کے سلسلے میں محنت کی۔ آمین!

(مرتب: راؤ محمد جمیل)

داغ مفارقت

بھائی محمد علی کا سانحۂ ارتحال

(رفیق تنظیم)

تنظیم اسلامی کے مبتدی رفیق بھائی محمد علی گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔ آپ پاکستان ریلوے سے ریٹائرڈ تھے۔ پاکیزہ سیرت' حسن اخلاق اور حسن گفتار کے مالک تھے۔ ذکر الٰہی سے ہر وقت رطب اللسان' نماز پنجگانہ میں تکبیر اُولیٰ کے خوگر' نفلی عبادات کا خصوصی اہتمام کرنے والے تھے۔ آپ کی معمولی سی پنشن تھی' مگر ایثار و قربانی اور انفاق فی سبیل اللہ کے ضمن میں اپنی مثال آپ تھے۔

میری ان سے شناسائی 1996 میں ہوئی' جب انہوں نے میرے پڑوس میں سکونت اختیار کی۔ اُن دنوں میں قرآن کالج میں ایک سالہ رجوع القرآن کورس کا طالب علم تھا۔ اسی سال اُن کو ایک حادثہ پیش آیا جس میں اُن کی ایک ٹانگ میں راڈ اور گھٹنے میں بھی سرجیکل سکرو وغیرہ ڈالے گئے۔ آپریشن کے بعد اُن کے زخموں میں زبردست قسم کی انفیکشن ہو گئی۔ میں نے ڈاکٹر عامر عزیز سے جو اُن دنوں قرآن کالج میں میرے ہم جماعت تھے' اُن کے علاج کی درخواست کی۔ جسے ڈاکٹر صاحب نے نہ صرف قبول کیا بلکہ اُن کے علاج پر آنے والے سارے اخراجات بھی خود برداشت کئے اور یوں بھائی محمد علی صحت یاب ہوئے اور چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے۔ وہ تا دم آخر ڈاکٹر عامر عزیز کے لئے دعا کرتے رہتے تھے۔

موصوف اپنی پیرانہ سالی کے باوجود مقامی تنظیمی اجتماعات میں بھرپور شرکت کرتے تھے۔ ہفت روزہ ندائے خلافت اور ماہانہ میثاق کے مستقل قاری تھے۔ انہوں نے تربیت گاہ میں شرکت سے اپنی معذوری کی وجہ سے تحریری معذرت کر رکھی تھی۔ میں نے انہیں تنظیمی فکر کے لحاظ سے بہت مضبوط پایا۔ دینی ذمہ داریوں کا گہرا شعور رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نظم جماعت کی حتی المقدور پابندی کرتے تھے۔ قرآن سے تعلق کا یہ عالم تھا کہ میں جب بھی نماز فجر کے بعد اُن کے گھر کے پاس سے گزرتا تو اُن کی تلاوت کی آواز سنائی دیتی۔

ملت اسلامیہ کا درد اُن میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ افغانستان پر امریکی جارحیت سے وہ بے حد اداس رہتے تھے۔ اس سال رمضان سے قبل جب اُن سے میری آخری مرتبہ ملاقات ہوئی تو وہ شدید تکلیف میں مبتلا تھے اور بول نہیں سکتے تھے۔ مجھے اشارہ سے کہا کہ میرے لیے دُعا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مخصوص گھڑیاں مقرر کر رکھی ہوتی تھی۔ چنانچہ رمضان جیسے عظیم مہینے میں جو نزول قرآن کا مہینہ ہے' جمعۃ المبارک کی مبارک ساعتوں میں بھائی محمد علی کی روح اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔

سانس کی ڈور ٹوٹنے سے پہلے انہوں نے وصیت کی تھی کہ راقم اُن کی میت کو غسل دے۔ لہٰذا میں نے اُن کو افطار سے قبل غسل دیا۔ اُن کا جسم پھول کی طرح نرم تھا اور یوں لگتا تھا کہ وہ پہلے ہی سے غسل کیے ہوئے ہوں۔ بھائی محمد علی کی وفات سے ہم ایک مخلص ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اُن کی مغفرت فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے' اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

موت سے کس کو رُستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

ضرورت اکاؤنٹ اسسٹنٹ

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی کے شعبہ مالیات میں ایک اکاؤنٹ اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔ اہلیت کی شرائط درج ذیل ہیں۔

تعلیم: بی کام (کمپیوٹر پر اکاؤنٹس کے کام کی اہلیت)

عملی میدان میں تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند حضرات اپنی درخواست مع اسناد کی فوٹو کاپی' مرکزی دفتر کو ارسال کریں۔ رفقائے تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔

ناظم بیت المال مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

67 اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ فون: 6316638-6366638

برقع کے خلاف طوفان

مغربی معاشرے میں کس طرح عورت کو سر بازار رسوا کر دیا گیا ہے' یہ حقیقت کسی باشعور انسان سے پوشیدہ نہیں۔ بلاشبہ وہاں عورت صحیح معنوں مردوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئی ہے۔ ان کے نزدیک یہ ''آزادی'' ہے کہ عورت کئی مردوں سے تعلقات قائم کرے اور شوہر کی وفادار نہ رہے۔ لیکن مذہب اور اخلاقیات اس قسم کی آزادی کو حیوانات کے درجے تک گرنا قرار دیتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ مغربی معاشرے نے کلیسا کو تو اپنی راہ سے ہٹا دیا ہے' اب وہاں کی حکومتیں چاہتی ہیں کہ اسلام کو بھی اپنی خواہشات کے مطابق ڈھال لیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی قوانین کے خلاف نت نئی سازشیں ہو رہی ہیں۔ اب دہشت گردی کی آڑ میں وہ برقع پر پابندی لگانا چاہتی ہیں جو ایک مسلمان عورت کا زیور ہے' ایک ڈھال ہے۔ جسے پہن کر وہ تحفظ محسوس کرتی ہے۔ مگر مغربی حکومتیں اس تحفظ کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ پچھلے دنوں برطانوی رہنما جیک سٹرا نے برقع کے خلاف بیان دیا تھا' اب ہالینڈ کی حکومت اس تجویز پر غور کر رہی ہے کہ عوامی جگہوں میں برقع پہننے پر پابندی لگا دی جائے۔ یہ مغربی حکومتوں کی تنگ نظری اور تعصب کی نشانی ہے۔ ویسے تو وہ بڑے دعویٰ کرتی ہیں کہ ہم حقوق انسانی کی علم بردار اور روشن خیالی کی نقیب ہیں۔ مگر یہ حقوق انسانی کی کیسی طرف داری ہے کہ مسلمان خواتین کو ان کی بنیادی ضرورت سے محروم کیا جا رہا ہے؟

ہالینڈ میں آباد مسلمانوں نے حکومت کے اس فیصلے پر شدید احتجاج کیا ہے۔ ولندیزی پارلیمنٹ کی رکن آزوق کا کہنا ہے کہ دہشت گردی کے نام پر نقاب یا برقع پہننے پر پابندی لگانا صحیح فعل نہیں۔ دراصل اس طرح موجودہ حکومت مزید ووٹ لینا چاہتی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ مقبولیت حاصل کرنے کے لیے گھمبیر مسائل حل کرے' مثلاً بیروزگاری دور کرے۔ اسلامی پردے کی آڑ لینا غیر اخلاقی فعل ہے۔

اسرائیل کے منہ پر طمانچہ

11 نومبر کو عرب ممالک نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اسرائیل کے خلاف قرارداد مذمت پیش کی تھی جسے امریکا نے ویٹو کر دیا تھا۔ اس پر عرب لیگ معاملہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں لے گئی۔ وہاں 192 ارکان میں سے 156 نے قرارداد کے حق میں ووٹ دیا' سات مخالف ووٹ پڑے' جبکہ چھ غیر حاضر رہے۔ قرارداد میں غزہ پر اسرائیلی حملے کی مذمت کرتے ہوئے اس پر زور دیا گیا ہے کہ وہ فلسطینی علاقوں سے نکل جائے۔

یہ ایک طرح سے بین الاقوامی سطح پر فلسطین کی فتح ہے۔ اس قرارداد کی حمایت میں جس بھاری تعداد میں ووٹ پڑے ہیں' اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ بیشتر ممالک اسرائیل کو جارح اور فلسطینیوں کو مظلوم خیال کرتے ہیں۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ عربوں سمیت تمام ممالک اسرائیل کے خلاف صرف قراردادیں ہی منظور کرتے ہیں' کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا جاتا۔ درحقیقت دوسروں کی طرف دیکھنے سے پہلے اپنوں کی طرف دیکھنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ اسرائیل کے خونی پنجوں سے فلسطینیوں کو بچانے کے لیے امت مسلمہ کیا کر رہی ہے؟ جواب یہی ہے کہ زبانی کلامی تو بہت کیا جاتا ہے مگر ٹھوس قدم بہت کم اٹھتا ہے۔

اب یہی دیکھیے کہ حماس حکومت کے برسر اقتدار آنے پر امریکا سمیت تمام مغربی ممالک نے فلسطین اتھارٹی کو دی جانے والی امداد بند کر دی تھی۔ ان کا مدعا یہی تھا کہ حماس کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا جائے' مگر وہ اسرائیل کو تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔ کچھ عرصہ پہلے عرب ممالک نے اعلان کیا تھا کہ وہ اتھارٹی کو امداد دیں گے مگر یہ وعدہ ایفا نہ ہو سکا۔ اُدھر تنخواہیں نہ ملنے سے اتھارٹی کے ملازمین نے ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ یوں امریکا اور اسرائیل کی مراد پوری ہو گئی جو فلسطینیوں کو باہم لڑتا دیکھ کر خوش ہیں۔

اب پھر عرب ممالک نے اعلان کیا ہے کہ وہ فلسطین اتھارٹی کو امداد دیں گے۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ بے چارے فلسطینیوں کو امداد ملتی ہے یا نہیں۔ فی الوقت اتھارٹی کے حالات بڑے خراب ہیں۔ عالمی طاقتوں کی بھرپور کوشش ہے کہ حماس حکومت ناکام ہو جائے یا پھر وہ ان کے اشاروں پر چلنے لگے۔ امریکا نے فلسطین میں عوامی رائے عامہ کی جس طرح مٹی پلید کی ہے' اس نے ایک بار پھر امریکیوں کی منافقت کا پول کھول دیا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ حقوق انسانی کی تمام باتیں وہیں تک محدود ہیں جہاں امریکا کا مفاد وابستہ ہے۔

اسلامی انتہا پسندی کا ڈھنڈورا

چونکہ عراق اور افغانستان میں امریکی فوج (اور نیٹو) کو ناکامی پر ناکامیاں ہو رہی ہیں لہٰذا امریکا اور اس کے حواری دوبارہ اسلامی انتہا پسندی کا ڈھنڈورا پیٹنے لگے ہیں۔ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ بش حکومت کی مقبولیت بہت تیزی سے کم ہو رہی ہے اور وہ اسلامی ''حریت پسندوں اور مجاہدین'' کا مسئلہ کھڑا کر کے اپنے عوام کی حمایت چاہتے ہیں۔ بش حکومت نے عراق و افغانستان کے لیے کانگریس سے اربوں ڈالر مانگے ہیں اور ظاہر ہے یہ رقم اُسے تبھی ملے گی جب وہ امریکیوں کو احساس دلائے گی کہ دہشت گرد امریکا کو تباہ کر سکتے ہیں۔

اس منصوبے کو مدنظر رکھتے ہوئے مشرق وسطیٰ میں امریکی فوج کے کمانڈر' جنرل ابی زید نے بیان دیا ہے کہ اگر عالمی کیمونٹی نے اسلامی شدت پسندی پر قابو نہ پایا' تو دنیا میں تیسری عالمی جنگ شروع ہو سکتی ہے۔ موصوف نے القاعدہ جیسی جنگجو نظریات رکھنے والی تنظیموں کا موازنہ بیس اور تیس کے عشرے میں جنم لینے والے فاشزم سے کیا ہے۔

امریکا اور اس کے حواری جہاد آزادی (اُن کے الفاظ میں اسلامی شدت پسندی) پر انگلی تو اٹھا دیتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ آخر اس کی بنیادی وجہ کیا ہے۔ جہاد آزادی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج جہاں جہاں آزادی کی تحریکیں چل رہی ہیں' وہ مسلمانوں کے علاقے ہیں اور ان پر غیر مسلم طاقتوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ طاقتیں مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق دینے پر رضامند نہیں' اس لیے جدوجہد نے مسلح شکل اختیار کر لی ہے۔ امریکا کی نظروں میں یہ جدوجہد دہشت گردی ہے' مگر مشرقی تیمور کا واقعہ اس کی منافقت کو پھر بے نقاب کر دیتا ہے۔

مشرقی تیمور میں عیسائیوں کی اکثریت ہے۔ انہوں نے انڈونیشیا سے آزاد ہونے کی تحریک چلائی' تو امریکا سمیت تمام عالمی طاقتوں نے اس کی حمایت کی۔ انہوں نے انڈونیشیا پر اتنا دباؤ ڈالا کہ وہ مشرقی تیمور کو الگ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں کے مقبوضہ علاقے مثلاً فلسطین' کشمیر' چیچنیا' کوہ قاف کے دیگر علاقے' کو سوا ابھی تک اغیار کے قبضے میں ہیں اور وہ وہاں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کو دہشت گردی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح طالبان اپنی آزادی کی خاطر لڑ رہے ہیں' تو انہیں بھی دہشت گرد کہا جا رہا ہے۔ یہ کھلا تضاد نہیں تو اور کیا ہے۔

افغان صورت حال خراب ہے

اقوام متحدہ کے ادارے' عالمی غذائی منصوبے نے خبردار کیا ہے کہ آئندہ سردیوں میں پینتیس لاکھ غریب افغانوں کو کھانے پینے کے معاملے میں بے انتہا مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ ادارہ انہیں غذائی امداد مہیا کرتا ہے' لیکن اس سال اسے خوراک کی کمی کا سامنا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اُسے عالمی امداد موصول نہیں ہو رہی۔ مزید براں جنوبی اور شمالی افغانستان میں جاری قحط نے بھی انیس لاکھ افغانیوں کو متاثر کیا ہے۔ تقریباً ایک لاکھ باشندے طالبان اور نیٹو کی لڑائی کے باعث گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

بے چارے افغان پچھلے تیس برس سے جنگوں کا عذاب سہہ رہے ہیں اور ان کی تکالیف میں کوئی کمی نہیں آئی۔ امریکا نے افغانستان پر قبضہ کر کے طمطراق سے دعویٰ کیا تھا کہ وہ اس ملک کی حالت سنوار دے گا مگر امریکی مداخلت سے حالات مزید خراب ہو گئے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ امریکا یہاں اپنی فوج پر سالانہ اربوں ڈالر خرچ کر رہا ہے مگر وہ افغان سماجی ڈھانچے کو کھڑا کرنے کے لیے بہت کم رقم خرچ کرتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اربوں ڈالر افغانستان کی تعمیر نو پر خرچ ہوں تاکہ جنگوں سے تباہ حال ملک میں دوبارہ زندگی جنم لے' مگر افسوس کہ اس کے برعکس ہو رہا ہے۔

بقیہ: اداریہ

اور جعفر وصادق پیدا ہو گئے۔ اور اب جب اکیسویں صدی کی ٹیکنالوجی خود کش بمباروں کے ہاتھوں پسپا ہونا شروع ہوئی‘ عراق ویت نام بن گیا‘ افغانستان لوہے کا چنا ثابت ہوا تو روشن خیالی کو میدان میں اتارا گیا‘ درباریوں کی بجائے حکمرانوں سے سودے طے پائے۔ جہاد سے متعلقہ آیات کو درسی نصاب سے کھرچ دو کہ انسان سے نفرت سکھاتی ہیں۔ فحاشی‘ عریانی اور زنا کو عام کرو۔ ہمارے بچوں کی طرح تمہارے بچوں کو بھی معلوم نہ ہو کہ اُن کا باپ کون تھا۔ حبّ رسول کو ان کے سینوں سے نوچ لو کہ وہ اِن پر دیوانگی طاری کر دیتی ہے۔ روشن خیالی کے بم برسات بن کر ہم پر برس رہے ہیں اور اس کی فتنہ پردازی کی فہرست بڑی طویل ہے۔ ہم اسے مختصر کر کے اپنے حکمرانوں سے سوال کرتے ہیں کہ دشمن تو دشمن ہے اُسے دشمنی کی آخری حد تک جانے کا حق ہے‘ اسلام کی جڑوں پر ضرب لگانے والے اِس کلہاڑے کا آپ کیوں دستہ بنے ہوئے ہیں۔ آپ کو جو زنا کاری اور فحاشی کے حوالہ سے بل لانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے تو کیا ملک میں بیروزگاری اور مہنگائی کا مسئلہ حل ہو چکا ہے اور عوام دودھ اور شہد کی نہروں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ کیا امن و امان کا مسئلہ حل ہو چکا ہے‘ اور شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں۔ کیا عدل و انصاف عوام کی دہلیز تک پہنچ رہا ہے۔ کیا دوا دارو کے لئے عوام پر ہسپتالوں کے دروازے وا ہو چکے ہیں۔ علم فروشوں نے تعلیمی اداروں کو یرغمال بنایا ہوا ہے‘ کیا آپ اُنہیں نکیل ڈال چکے ہیں۔ کیا جاگیردار اور روایتی وڈیرہ ظلم و ستم بند کر چکے ہیں۔ کیا مزدور کے تلخ اوقات آسودگی اور راحت میں بدلے جا چکے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ نہیں ہو سکا تو ہوش کے ناخن لو اور اپنی اصل ذمہ داریوں کو ادا کرو۔ پاکستان کو ایک فلاحی ریاست میں تبدیل کرو اور اس نکتہ پر بھی غور کرو کہ اسلام سے زیادہ کوئی نظام انسان دوست نہیں ہو سکتا۔ اور اگر آپ نے اپنا قبلہ درست نہ کیا تو قرآن کا فتویٰ ہے کہ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے‘ وہی تو کافر ہیں‘ وہی تو ظالم ہیں اور وہی تو فاسق ہیں۔ اللہ اپنے دشمنوں سے نمٹنا جانتا ہے اگر تم نہیں جانتے تو تاریخ سے پوچھ لو!

قرآن کا پیغام — **خلافت کا قیام**

تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی حافظ **عاکف سعید** صاحب

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم

کا

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن‘ حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

جن شہروں میں کوریئر سروس موجود ہے وہاں بذریعہ کوریئر‘ بصورت دیگر ڈاک کے ذریعے اس خطاب کا کیسٹ اگلے ہی دن یعنی ہفتے کے روز آپ کے پتے پر ارسال کر دیا جائے گا۔ **ان شاء اللہ**

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس۔ 750 روپے **《TDK کیسٹ》**

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد‘ منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔

تنظیم اسلامی

67/A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

مزید معلومات کے لئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔
فون نمبرز 6316638/6366638 فیکس: 6271241
Email:markaz@tanzeem.org
websit:www.tanzeem.org

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 42

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Dr. Israr Ahmad

Essence of Islamic Thought

Essence of Islamic revolutionary thought consists of the idea that it is not enough to practise Islam in one's personal life only. Islam has essentially to be practised in the social, economic, and political fields as well.

In other words, this implies that the establishment of the sovereignty of Almighty Allah both in the "religious" as well as the "secular" domains is a must.

There is no dichotomy in Islam between collective and individual life. The underlying and pervasive idea in this context, which is also an integral part of the Islamic revolutionary thought, is that the struggle to establish unqualified and unconditional ascendancy of the Holy Qur'an and the Sunnah of Prophet Muhammad (SAW) is obligatory upon all the Muslims. The goal of this struggle is, to achieve the domination of the True way of life (Deen al-Haq), so that the Islamic system of social justice — which is the most balanced synthesis of human freedom, fraternity, and equality, and which embodies the Divine attributes of benevolence, providence, and justice — can be established on earth.

Unfortunately the conception of many of our traditional ulema appears to be seriously flawed and misguided in this respect. They are usually of the opinion that implementation of the Islamic laws or Shariah is all that is required to turn an un-Islamic country into an Islamic one. But they seem to ignore the fact that the laws always sub-serve the system. If the system is corrupt, the Islamic laws would simply protect and enhance the corruption.

In order to make Islamic Laws effective, prevailing feudal order and interest-based banking system, which are the biggest tools of exploitation and corruption, must be abolished. However, since these form the power basis of the present corrupt system, the only way to abolish them is through revolution. In this context, it is not difficult to imagine why the Islamic revolutionary thought is condemned and denigrated by the West as one of the most despised evils in today's world.

The reason for their extreme aversion is based on the fact that only the system of social justice of Islam with its dynamic interpretation and the revolutionary process can bring about the fundamental change. It is therefore the revolutionary Islam that poses a real challenge to the corrupt and exploitative capitalistic system based on greed, lies and deception that was born in Europe but which has come to dominate the entire globe.

What is secularism? Any number of religions can be accommodated under a secular system, but nothing doing with the collective affairs of a society, which will be decided by the privileged class — the elite. Such a concept is diametrically opposed to the basic teaching of Islam. There is no clergy or hero-worship in Islam. In Islam, there is no discrimination on the basis of caste, colour or creed; the only basis of differentiation would be the following of Islam.

The Holy Qur'an describes Islam as Deen-ul-Haq, the true way of life. The very connotation of the word Deen — as in contrast to religion — is a declaration of war against secularism. This is because the word religion is commonly used in a rather narrow sense, its scope being limited to a set of dogmas, some rituals for worship, and a number of social customs to celebrate important life-events.

Deen, on the other hand, is a system of life in which human beings consciously surrender themselves to the sovereignty of a Higher Authority, and live a life of total obedience to that Higher Authority. Islam is a Deen not religion which means a system of life where Almighty Allah is worshipped and obeyed in each and every aspect of human life.

The true way of life, Deen-ul-Haq, is not meant to survive submissively as a religion under the umbrella of secularism; instead the Holy Qur'an makes it abundantly clear that Islam is meant to dominate all the man-made systems and ideologies, without which a significant portion of Islam would remain confined to the realm of theory only. It's not that Islam cannot survive or support itself without political authority, rather, it is the political authority that grows more and more corrupt unless it is subordinated to the commands of the Holy Qur'an and the Sunnah of Prophet Muhammad.

The struggle to establish the domination of Islam is one of our basic, though unfortunately forgotten, duties. The system of social justice of Islam was established by Prophet Muhammad after a relentless and unyielding revolutionary struggle of twenty years and many sacrifices of men and material. In the same way, the system of Islam shall be established in the world once again, by the true believers of Islam, according to the sayings of the Prophet (SAW).

(Courtesy: daily Dawn)